اسلامیات

4

(نظرثانی شدہ)

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور محفوظ ہیں۔

منظور کردہ پنجاب کریکولم اتھارٹی، وحدت کالونی لاہور بہ طابق قومی نصاب ۲۰۰۶ء اور نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ میٹریلز پالیسی ۲۰۰۷ء مراسلہ نمبر PCA/13/277 مورخہ 17-01-2013 محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کی صوبائی کمیٹی منعقد کیے گئے مقابلے میں اس کتاب نے اول پوزیشن حاصل کی۔ اس کتاب کو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ناشر کے پرنٹ لائسنس کے تحت سرکاری سکولوں میں مفت تقسیم کے لیے بھی طبع کیا ہے۔ ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی امدادی کتاب خلاصہ، ماڈل پیپر یا گائیڈ وغیرہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

فہرست مضامین

باب اول القرآن الکریم

(الف) ناظرہ قرآن مجید، پارہ نمبر 1 سے پارہ نمبر 3 تک (مع ہجے) 3

(ب) حفظ قرآن مجید 4

سورۃ الکوثر، سورۃ العصر، سورۃ الماعون، 4

سورۃ الکافرون 5

(ج) حفظ و ترجمہ 5

باب دوم ایمانیات اور عبادات

(الف) عقائد: تعارف 8

(ب) ارکانِ اسلام: زکوٰۃ کا مختصر تعارف 13

(ج) اللہ تعالیٰ کے حقوق 17

(د) بندوں کے حقوق 22

باب سوم سیرتِ طیبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

(۱) نزولِ وحی 28

(۲) دعوتِ اسلام 33

(۳) قریش کی مخالفت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثابت قدمی 37

(۴) ہجرتِ حبشہ 41

(۵) شعب ابی طالب میں محصوری 46

(۶) سفرِ طائف 50

(۷) معراج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ 54

(۸) ہجرتِ مدینہ 58

باب چہارم اخلاق و آداب

(۱) ایمان داری 64

(۲) سادگی 67

(۳) خدمتِ خلق 71

(۴) آدابِ مجلس 76

(۵) وقت کی پابندی 80

(۶) وطن اور اہلِ وطن سے محبت 84

باب پنجم ہدایت کے سرچشمے/ مشاہیرِ اسلام

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام 89

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ 93

فرہنگ 98

زیرِ نگرانی • ڈاکٹر فخر الزمان، ماہر مضمون اسلامیات و عربی، پی سی ٹی بی، لاہور

مصنفین • پروفیسر ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی • پروفیسر ریاض محمود • پروفیسر عاصم نعیم کھوکھر • ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری

مدیر • پروفیسر خالد فاروق قریشی • قاری اشفاق احمد خان **معاونین** • محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب • میاں ہاشم صاحب

اراکینِ ریویو کمیٹی

ڈاکٹر حافظ محمد سجاد
شعبہ اسلامک تھاٹ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

پروفیسر روشن علی
صدر شعبہ اسلامیات، اسلام آباد ماڈل کالج فار بوائز، F-10/3 اسلام آباد

پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم ورک
گورنمنٹ کالج، سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ

ڈاکٹر محمد عبداللہ
شیخ زید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

پروفیسر حافظ ثناء اللہ
سابق چیئرمین شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی

اویس سرور
لیکچرار گورنمنٹ دیال سنگھ کالج، لاہور

عبدالغفور
گورنمنٹ ایم سی ہائی سکول فار بوائز، سیٹلائیٹ ٹاؤن، سرگودھا

یاسمین کوثر
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول، جھوک بھٹیاں، نزد مانگا منڈی، لاہور

عامر ریاض
ڈپٹی ڈائریکٹر، شعبہ نصاب، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور، ایس ایس آفیسر، پنجاب کریکولم اتھارٹی، وحدت کالونی، لاہور

تیار کردہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور نظرِ ثانی: ڈاکٹر فخر الزمان ناشر: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور مطبع: میاں عبداللہ آرٹ پریس لاہور

Date of Printing	PMIU	PEF	PEIMA	MLWC	Govt. Edu. G.B	PWWB	LNFBE	Total QTY
January 2020	1,295,850 +	318,343 +	86,656 +	124 +	20,594 +	5,883 +	36,755 =	1,764,205

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

باب اوّل

القرآن الکریم

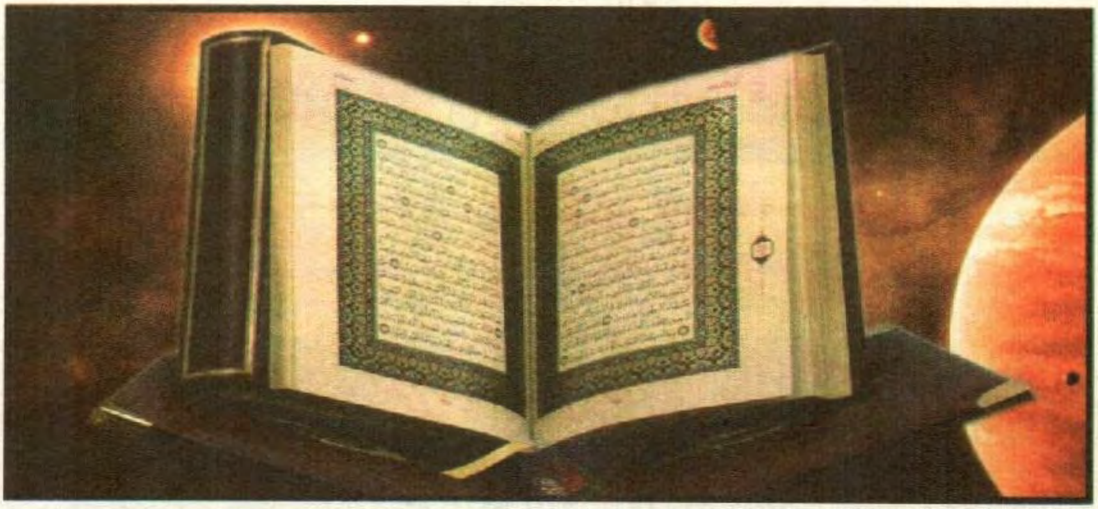

الف ناظرہ قرآن مجید

پارہ نمبر 1 سے پارہ نمبر 3 تک (تین پارے)

وضاحت

اساتذہ کرام کو چاہیے کہ قرآن مجید کا یہ حصّہ بچوں کو ناظرہ پڑھائیں۔ ناظرہ اور حفظ کا باقاعدہ امتحان لیا جائے اور اس میں حاصل کردہ نمبروں کو رزلٹ شیٹ میں الگ درج کیا جائے۔ اسلامیات کے کل سو نمبروں میں سے ناظرہ اور حفظ کے چالیس نمبر مقرر ہیں اور اسلامیات میں پاس ہونے کے لیے اس حصہ میں پاس ہونا ضروری ہے۔ جو طلبہ اس حصہ میں ناکام ہو جائیں انہیں اسلامیات میں ناکام تصور کیا جائے۔

ب حفظِ قرآن مجید

(۱) سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ (۲) سُوْرَۃُ الْعَصْرِ (۳) سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ (۴) سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ

سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

سُوْرَۃُ الْعَصْرِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

سُوْرَۃُ الْمَاعُوْنِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝۱ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝۲ وَلَا یَحُضُّ عَلٰی

طَعَامِ الْمِسْکِیْنِ ۝۳ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝۴ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ ۝۵

الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۝۶ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ

اَعْبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ﴿۴﴾ وَ لَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَكُمْ

دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ﴿۶﴾

ج حفظ و ترجمہ

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ

میں اپنے عظمت والے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى

میں اپنے بلند شان والے رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

اے ہمارے رب! سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔

علم میں اضافے کی دعا

رَبِّ زِدۡنِیۡ عِلۡمًا

اے میرے پروردگار! مجھے علم زیادہ دے۔

شکریہ ادا کرنے کے الفاظ

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا

اللہ (تعالیٰ) آپ کو بہترین بدلہ دے۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۝۳ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا

اَحَدٌ ۝۴

ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ ہے ایک ہے۔ (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا

باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

بابِ دوم

ایمانیات اور عبادات

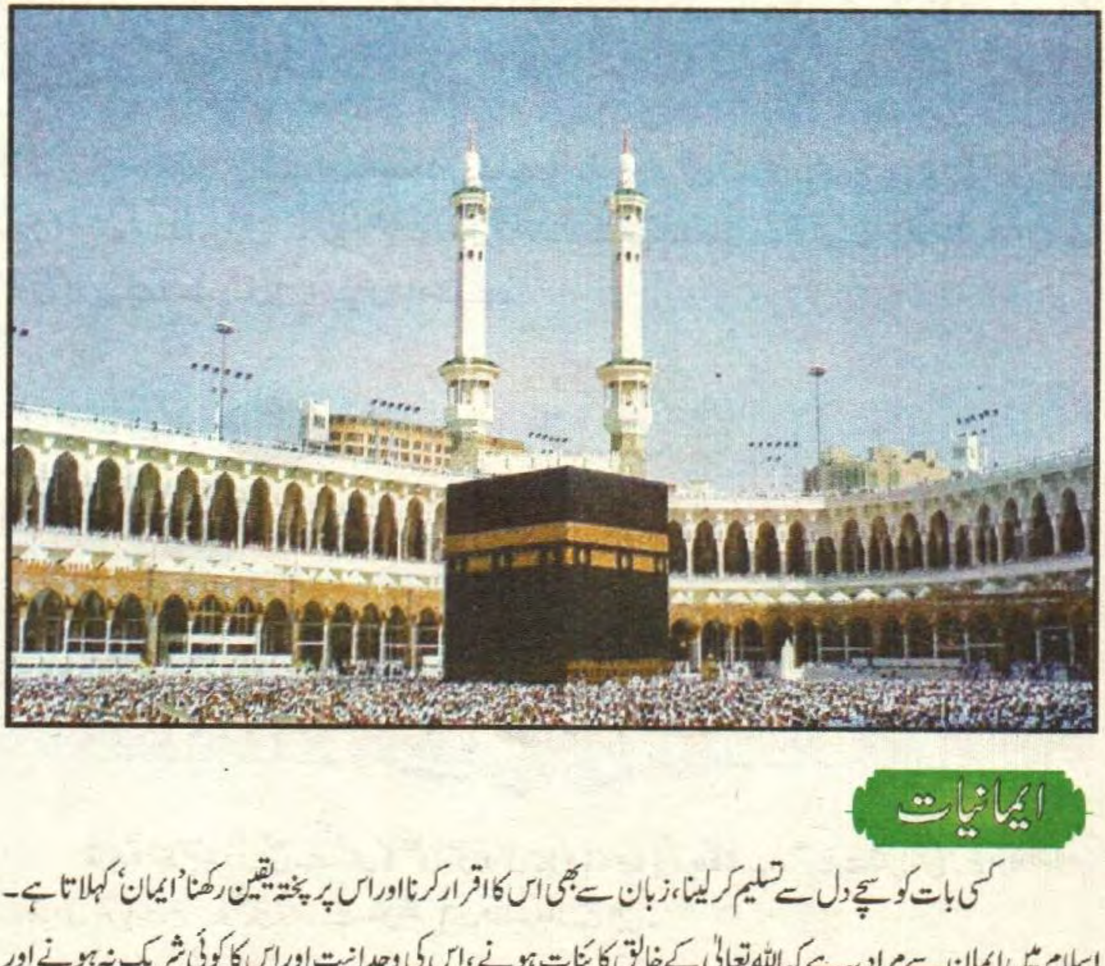

ایمانیات

کسی بات کو سچے دل سے تسلیم کر لینا، زبان سے بھی اس کا اقرار کرنا اور اس پر پختہ یقین رکھنا 'ایمان' کہلاتا ہے۔
اسلام میں ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خالق کائنات ہونے، اس کی وحدانیت اور اس کا کوئی شریک نہ ہونے اور آخرت میں جزاوسزا کے اصول پر کامل یقین رکھا جائے۔

ان باتوں پر سچے دل سے یقین رکھنے والا انسان 'مومن' کہلاتا ہے۔ ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں اور آخرت پر پختہ ایمان اور یقین رکھے۔

عبادات

اللہ تعالیٰ اور اس کے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنا اللہ تعالیٰ کی عبادت کہلاتا ہے۔ عبادات میں اسلام کے بنیادی ارکان یعنی توحید و رسالت کی گواہی، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج شامل ہیں۔

ہم معاشرے میں رہتے ہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور ان کے دکھ درد میں شریک ہوئے بغیر پرسکون زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ مومن کے لیے کامیاب زندگی گزارنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی پورے کرنے لازمی ہیں اور یہ بھی عبادت ہے۔

الف عقائد: تعارف

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- عقیدہ کا معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔
- اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں جان سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔

عقائد کا لفظ عقیدہ کی جمع ہے، جس کا لفظی معنی تو کسی چیز کو باندھنا یا گرہ لگانا ہے۔ شریعت میں اس سے مراد اسلام کے بنیادی نظریات پر پختہ یقین رکھنا ہے، یہی نظریات عقائد کہلاتے ہیں۔

اسلام کے پانچ بنیادی عقائد ہیں:

1- اللہ تعالیٰ پر ایمان
2- فرشتوں پر ایمان
3- الہامی کتابوں پر ایمان
4- رسولوں پر ایمان
5- آخرت پر ایمان / مرنے کے بعد دوبارہ زندگی

NOT FOR SALE (PESRP) NOT FOR SALE (PESRP)

1۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان

اللہ تعالیٰ پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا کو پیدا کرنے اور اسے چلانے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔ وہی ہر چیز کا حقیقی مالک ہے۔ سب کا وہی رازق ہے۔ زندگی اور موت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ صرف وہی عبادت کے لائق ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ بہت زیادہ مہربان اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ عقیدۂ توحید تمام عقائد کی بنیاد ہے، جس کا مختصر اور جامع بیان سورۂ اخلاص میں موجود ہے۔

2۔ فرشتوں پر ایمان

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ انہیں کھانے، پینے اور سونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہتے ہیں اور کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ وہ اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے کئی فرائض انجام دیتے ہیں۔

چار مشہور فرشتوں کے نام یہ ہیں:

1	حضرت جبریل علیہ السّلام	=	ان کا کام انبیا علیہم السّلام تک وحی پہنچانا تھا۔
2	حضرت میکائیل علیہ السّلام	=	ان کا کام بارش برسانا ہے۔
3	حضرت عزرائیل علیہ السّلام	=	ان کا کام روح قبض کرنا ہے۔
4	حضرت اسرافیل علیہ السّلام	=	یہ قیامت کے دن صُور پھونکیں گے۔

3۔ الہامی کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رَاہ نمائی کے لیے اپنے رسولوں پر حضرت جبریل علیہ السّلام کے ذریعے مختلف صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں، چار مشہور کتابیں یہ ہیں:

تورات:	حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہوئی۔	
زبور:	حضرت داؤد علیہ السّلام پر نازل ہوئی۔	
انجیل:	حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہوئی۔	
قرآنِ مجید:	آخری نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ پر نازل ہوا۔	

مسلمان پر لازم ہے کہ وہ تمام الہامی کتابوں اور صحیفوں پر ایمان لائے۔ قرآن مجید میں اہلِ ایمان کی ایک نشانی یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ الہامی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور وہ جو ایمان لاتے ہیں اُس پر جو نازل کیا گیا تم پر اور اُس پر جو نازل کیا گیا تم سے پہلے۔'' (سورۃ البقرۃ:4)

قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے جسے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے اور یہی قیامت تک کے لیے ہدایت پانے کا واحد ذریعہ ہے۔

4-رسولوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءکرام علیہم السلام کو دنیا میں بھیجا۔ ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کی وحی سے لوگوں کی راہ نمائی کی۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ سب سے آخری نبی ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ سب انبیاءکرام علیہم السلام تمام گناہوں سے پاک تھے۔ اہلِ ایمان پر لازم ہے کہ وہ سب پیغمبروں پر ایمان لائیں۔

5-آخرت پر ایمان

آخرت کے لفظی معنی ''بعد میں آنے والی چیز'' کے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس سے مراد مرنے کے بعد کی زندگی ہے۔ جب دنیا ختم ہو جائے گی، تو اللہ تعالیٰ قیامت قائم کرے گا۔ سب انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ ان

کے اعمال کا حساب ہوگا۔ نیک لوگ جنت میں جائیں گے اور بُرے لوگ دوزخ میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتیں گے۔

آخرت پر ایمان کا سب سے اہم مقصد اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے انسان میں نیک اعمال کرنے اور گناہوں سے بچنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ یقین کامل رکھتا ہے کہ اسے آخرت میں ہر اچھے اور برے عمل کا جواب دینا ہوگا۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

- الف) عقائد سے کیا مراد ہے؟
- ب) اسلام کے بنیادی عقائد کون سے ہیں؟
- ج) اللہ تعالیٰ پر ایمان سے کیا مراد ہے؟
- د) چار مشہور فرشتے کون کون سے ہیں؟
- ہ) آخرت پر ایمان سے کیا مراد ہے؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

- الف) عقیدہ کے لفظی معنی کسی چیز کو .... ہے۔
- ب) فرشتے اللہ تعالیٰ کی .... ہیں۔
- ج) حضرت عزرائیل علیہ السلام کا کام جانداروں کی روح .... ہے۔
- د) بارش برسانا حضرت .... کا کام ہے۔
- ہ) سب سے آخری رسول حضرت .... ہیں۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	زندگی اور موت	سونے کی ضرورت نہیں ہے۔
ب	فرشتوں کو کھانے پینے اور	حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ پر نازل ہوا۔
ج	انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام	اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
د	قرآن مجید	پر نازل ہوئی۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ چار مشہور فرشتوں، ان کے ذمے کاموں اور چار الہامی کتابوں کے ناموں پر مشتمل چارٹ بنائیں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ کو آسان اور سادہ انداز میں بنیادی عقائد ذہن نشین کروائیں۔

ب ارکانِ اسلام: زکوٰۃ کا مختصر تعارف

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ارکانِ اسلام کا تعارف حاصل کر سکیں۔
- زکوٰۃ کے معنی ومفہوم کی وضاحت کر سکیں۔
- زکوٰۃ کے فوائد بیان کر سکیں۔
- مال کو پاک کرنے کے حوالے سے زکوٰۃ کی اہمیت واضح کر سکیں۔

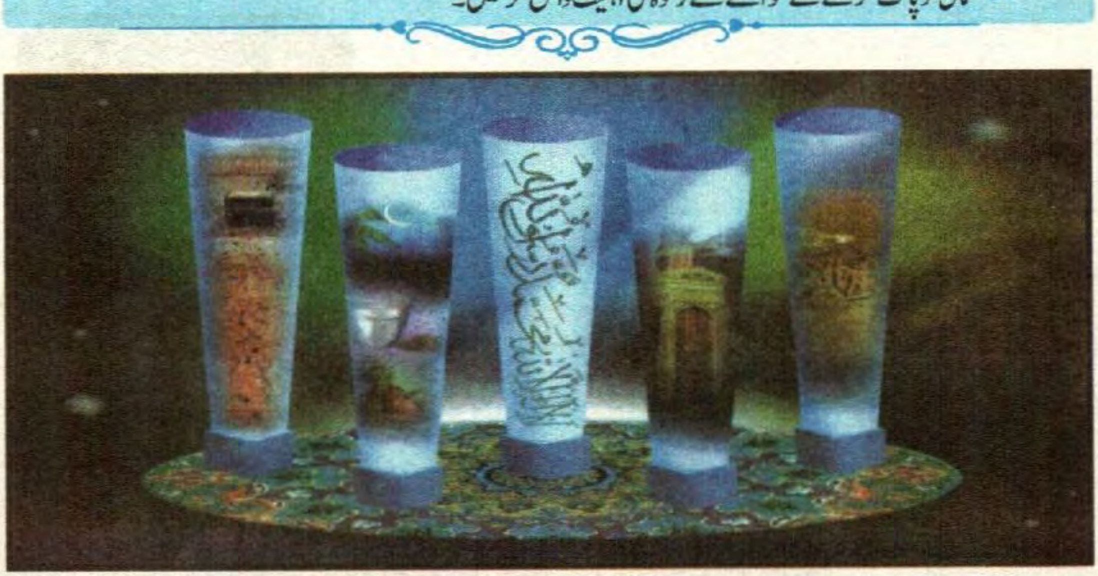

ہم مسلمان ہیں اور ہمارا دین اسلام ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے۔ یہ ایک سچا دین ہے۔ اسلام دنیا اور آخرت میں بھلائی حاصل کرنے اور کامیاب زندگی گزارنے کی ہر طرح سے راہنمائی کرتا ہے۔

ارکان رکن کی جمع ہے، جس کا معنی ہے ستون یا کسی چیز کا لازمی حصہ۔ جس طرح ایک عمارت ستونوں کے بغیر کھڑی نہیں رہ سکتی، اسی طرح اسلام کی عمارت بھی خاص ستونوں پر قائم ہے۔ یہ ستون دراصل وہ اہم عبادات ہیں، جن کے بغیر اسلام کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اُن عبادات کو ارکانِ اسلام کہا جاتا ہے۔

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان یہ ہیں:

1	توحید و رسالت کی گواہی دینا
2	نماز قائم کرنا
3	زکوٰۃ ادا کرنا
4	رمضان المبارک کے روزے رکھنا
5	حج ادا کرنا

زکوٰۃ کا مختصر تعارف

زکوٰۃ کے لفظی معنی پاک ہونا یا بڑھنا کے ہیں۔ اسلامی شریعت میں اس سے مراد ہر صاحبِ نصاب کا اپنے مال کے اڑھائی فیصد حصے سے مستحق لوگوں کی مدد کرنا ہے۔ صاحب نصاب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی قیمت کے مطابق مال موجود ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے۔ اسی طرح ایک مخصوص حساب سے مال مویشی پر بھی زکوٰۃ لاگو ہوتی ہے۔ زرعی پیداوار پر بھی زکوٰۃ دی جاتی ہے، جسے ''عُشر'' کہا جاتا ہے۔

اسلام میں زکوٰۃ ادا کرنے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا بھی حکم آیا ہے۔ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ (سورۃ البقرۃ:43)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے اجرِ عظیم کی بشارت ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرما دیں، جو مجھے جنت میں داخل کر دے تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے بہت فوائد ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

الف۔ زکوٰۃ سے انسان کا مال پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔

ب۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ مال میں برکت عطا کرتا ہے۔

ج۔ زکوٰۃ سے معاشرہ کے نادار اور مستحق افراد کی مدد ہوتی ہے۔

د۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے دل میں مال کی محبت کم ہوتی ہے۔

ہ۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف ارکانِ اسلام سے کیا مراد ہے؟

ب اسلام کے بنیادی ارکان کے نام لکھیں۔

ج زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

د ترجمہ کریں: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ

ہ زکوٰۃ کے کوئی سے دو فائدے لکھیں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف زکوٰۃ کا لفظی معنی .... ہے۔

ب زکوٰۃ میں مال کا .... حصّہ دیا جاتا ہے۔

(ج) زرعی پیداوار پر جو زکوٰۃ دی جاتی ہے، اسے .... کہتے ہیں۔

(د) زکوٰۃ سے معاشرہ کے نادار اور .... افراد کی مدد ہوتی ہے۔

(ہ) زکوٰۃ سے انسان کا مال .... ہوجاتا ہے۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

(الف) زکوٰۃ کا لفظی معنیٰ ہے:

(الف) بڑھنا (ب) کم ہونا (ج) پھیل جانا

(ب) اسلام کے بنیادی ارکان ہیں؟

(الف) دو (ب) چار (ج) پانچ

(ج) زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے بشارت ہے:

(الف) جنّت کی (ب) اجرِ عظیم کی (ج) کامیابی کی

(د) زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے دل میں مال کی محبت:

(الف) زیادہ ہوتی ہے (ب) ختم ہوجاتی ہے (ج) کم ہوتی ہے

(ہ) زرعی پیداوار کی زکوٰۃ کا نام ہے:

(الف) خراج (ب) ٹیکس (ج) عُشر

سرگرمی برائے طلبہ زکوٰۃ کے فوائد پر مشتمل ایک چارٹ بنائیں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ کو صاحبِ نصاب کا مطلب وضاحت سے سمجھائیں۔

ج اللہ تعالیٰ کے حقوق

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- قرآنی تعلیمات کی روشنی میں حقوق اللہ کی اہمیت واضح کر سکیں۔
- اللہ تعالیٰ کے احسانات کے بارے میں جان سکیں۔
- اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حقوق کے بارے میں بیان کر سکیں۔
- حقوق العباد سے آگاہی حاصل کرتے ہوئے ان کو ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کر سکیں۔

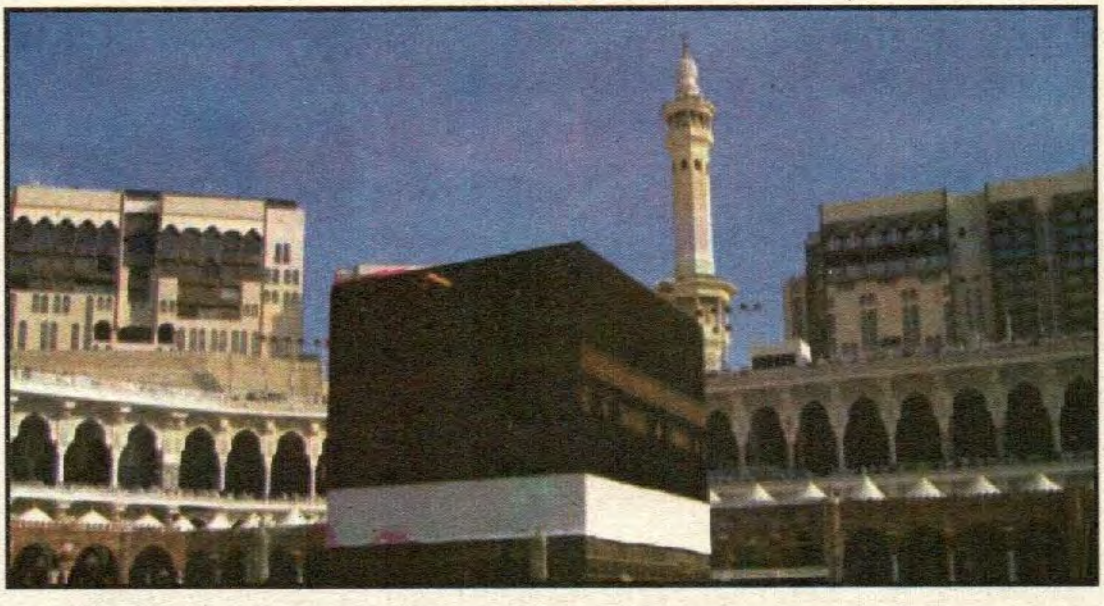

حقوق 'حق' کی جمع ہے۔ حق کے کئی معنی ہیں مگر یہاں حق کا مطلب ہے: اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے پوری کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق سے مراد ہم پر وہ ذمہ داریاں ہیں جن کو پورا کرنے کا اسلام ہمیں حکم دیتا ہے۔ ارکانِ اسلام کی دل و جان سے پابندی کر کے ہم یہ ذمہ داریاں پوری کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے حقوق کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلے۔ اسی کے آگے سر جھکائے۔

اسی پر بھروسہ کرے اور اپنی تمام امیدیں اسی سے وابستہ رکھے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کئی حقوق کا تذکرہ فرمایا۔ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ (سورۃ المدثر:56)

ترجمہ: (صرف) وہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اسی کے پاس بخشش کا اختیار ہے۔

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اسی سے بخشش مانگنا بھی اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (سورۃ الضحیٰ:11)

ترجمہ: اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کو خوب بیان کرتے رہنا۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات

اللہ تعالیٰ نے انسان پر اتنے احسانات کیے ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا (سورۃ ابراہیم:34)

ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کے احسان گننے لگو تو شمار نہ کر سکو گے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ہوا، پانی، روشنی اور آگ کو پیدا فرمایا۔انسان کے کھانے پینے کے لیے طرح طرح کی نعمتیں پیدا کیں۔اناج سبزیاں اور پھل پیدا کیے۔انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو اس دنیا میں بھیجا۔جب انسان ان بے شمار نعمتوں کو یاد کرتا ہے، تو اسے اللہ تعالیٰ کی محبت نصیب ہوتی ہے۔اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر چند حقوق

- اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔
- صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔
- اللہ تعالیٰ سے سب سے بڑھ کر محبت کرنا۔
- سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا۔
- نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا اور اگر استطاعت ہو تو حج ادا کرنا۔
- جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے، انہیں حلال جاننا۔
- جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، انہیں حرام جاننا۔
- ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا۔
- اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا۔
- اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔
- اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگنا۔
- مصیبت کی گھڑی میں صرف اسی پر بھروسا کرنا۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف: حق کا کیا مطلب ہے؟

ب: اللہ تعالیٰ کے حقوق سے کیا مراد ہے؟

ج: انسان پر اللہ تعالیٰ کے چند احسانات بیان کریں۔

د اللہ تعالیٰ کے حقوق کو واضح کرنے والی کسی ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

ہ اللہ تعالیٰ کے کوئی سے تین حقوق بتائیں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف اگر اللہ تعالیٰ کے احسان گننے لگو تو .... نہ کر سکو۔

ب مصیبت کی گھڑی میں صرف اسی پر .... کرنا۔

ج اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے .... کو بھیجا۔

د ہم پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ ہم صرف اسی کی .... کریں۔

ہ ہم سب سے زیادہ .... کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

الف حق کا مطلب ہے:

(الف) حصہ دینا (ب) ذمہ داری پوری کرنا (ج) حصہ لینا

ب حقوق جمع ہے:

(الف) مدد کی (ب) حق کی (ج) حصّہ کی

ج جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، ان کو:

(الف) مکروہ جانیں (ب) حرام جانیں (ج) حلال جانیں

د اللہ تعالیٰ نے ہوا، پانی، روشنی اور آگ کو پیدا کیا:

(الف) کائنات کے لیے (ب) جنات کے لیے (ج) انسان کے لیے

ہ نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، اور اگر استطاعت ہو تو حج کرنا اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں:

(الف) بندوں پر (ب) جنوں پر (ج) فرشتوں پر

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	حقوق اللہ سے مراد	اسی کے آگے سر جھکائے۔
ب	اللہ تعالیٰ کے حق کا تقاضا ہے کہ انسان	بیان کرتے رہنا۔
ج	اگر اللہ تعالیٰ کے احسان گننے لگو	اس سے ڈرا جائے۔
د	اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا	اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔
ہ	صرف وہی اس لائق ہے کہ	تو شمار نہ کر سکو۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ایک چارٹ تیار کریں۔

راہنمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ کو زیادہ سے زیادہ آسان مثالوں سے اللہ تعالیٰ کے حقوق سمجھائیں۔

د بندوں کے حقوق

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- بندوں کے حقوق کی وضاحت کر سکیں۔
- والدین اور رشتہ داروں کے حقوق سے آگاہ ہو سکیں۔
- بحیثیت اولاد، والدین کے حقوق، یتیموں، دوستوں، غریبوں اور مسلمانوں کے باہمی حقوق کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگیوں میں ان کا اطلاق کر سکیں۔

بندوں کے حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو ایک انسان کے دوسرے انسان پر لازم ہوتے ہیں۔ معاشرے میں امن و سکون قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا خاص خیال رکھے۔ اسلام میں ایک دوسرے کے حقوق پورے کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ کا ارشاد پاک ہے:

> تم میں ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اپنے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی۔

مثلاً ایک پڑوسی کا حق ہے کہ اس کا پڑوسی اس سے اچھا سلوک کرے۔ بڑوں کا حق ہے کہ چھوٹے ان کا احترام کریں اور چھوٹوں کا حق ہے کہ بڑے ان پر شفقت کریں۔ وطن کا حق ہے کہ اہلِ وطن اس کے استحکام اور دفاع کے لیے پوری کوشش کریں۔

والدین کے حقوق

بندوں کے حقوق میں سب سے زیادہ تاکید والدین کے حقوق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ ان کی فرماں برداری اور عزت و احترام کی تاکید کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (سورۃ بنی اسرائیل: 23)

> ترجمہ: اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

والدین کے حق میں دعائے خیر کرنا بہت بڑی نیکی ہے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل:24)

ترجمہ: کہو اے رب میرے والدین پر رحم فرما جیسے کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

رشتہ داروں کے حقوق

رشتہ داروں کے بھی بہت سے حقوق ہیں۔ ہم ان سے اچھا سلوک کریں۔ ان کی خوشی اور غمی میں ان کے ساتھ شریک ہوں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا:

"مسکین پر صدقہ کرنے سے ایک ثواب ملتا ہے اور کسی ضرورت مند رشتہ دار کو صدقہ دینے سے دوگنا ثواب ملتا ہے، ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔"

اولاد کے حقوق

اولاد کا حق یہ ہے کہ ان کے اچھے نام رکھے جائیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کا مناسب انتظام کیا جائے۔ ان پر شفقت کی جائے۔ کسی بچے کو دوسرے بچوں پر ترجیح نہ دی جائے۔

یتیموں کے حقوق

یتیموں کا حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ شفقت اور ہمدردی سے پیش آیا جائے تاکہ انہیں اپنے والدین کی غیر موجودگی کا احساس نہ ہو۔ ان کے مال کی حفاظت کی جائے۔ جب وہ بالغ ہوجائیں، تو ان کا مال ان کے سپرد کر دیا جائے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ:

سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم بچہ پرورش پائے۔

دوستوں کے حقوق

دوستوں کا حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آیا جائے۔ اچھے کام میں ان کی مدد کی جائے اور بُرے کام سے انہیں روکا جائے۔

غریبوں کے حقوق

غریبوں کا حق ہے کہ امیر لوگ اپنے مالوں سے ان کی ضروریات بھی پوری کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (سورۃ الذّاریات:19)

ترجمہ: اور ان کے مالوں میں مانگنے والے اور نہ مانگنے والے (دونوں) کا حق ہوتا ہے۔

غریبوں کے حقوق کی تاکید کرتے ہوئے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

سب سے برا کھانا وہ ہے جس میں امیروں کو بلایا جاتا ہے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے آپس میں حقوق

حضرت ابوایوبؓ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھے حقوق ہیں۔ اگر وہ اسے بلائے تو وہ اس کی دعوت قبول کرے۔ جب اسے ملے تو سلام کرے۔ اس کی چھینک کا جواب دے۔ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔ جب وہ اس سے نصیحت چاہے تو اسے نصیحت کرے۔ جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف بندوں کے حقوق سے کیا مراد ہے؟

ب ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کیا حقوق ہیں؟

ج والدین کے کوئی سے دو حقوق لکھیں۔

د اولاد کے حقوق کیا ہیں؟

ہ کسی ضرورت مند رشتہ دار کو صدقہ دینے کا کیا اجر ہے؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف ایک پڑوسی کا حق ہے کہ اس کا پڑوسی اس سے اچھا ______ کرے۔

ب بندوں کے حقوق میں سب سے زیادہ حقوق ______ کے ہیں۔

ج ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر ______ حقوق ہیں۔

د جب کوئی بیمار ہو تو دوسرا مسلمان اس کی ______ کرے۔

ہ بڑوں کا حق یہ ہے کہ چھوٹے ان کا ______ کریں۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

الف حقوق العباد سے مراد کس کے حقوق ہیں؟

(الف) اللہ تعالیٰ کے (ب) بندوں کے (ج) والدین کے

ب مناسب تعلیم و تربیت کس کا حق ہے؟

(الف) والدین کا (ب) رشتہ داروں کا (ج) اولاد کا

ج اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد کس کے حق کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے؟

(الف) پڑوسیوں کے (ب) اولاد کے (ج) والدین کے

د یتیموں کا حق ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان کا مال:

(الف) ان کے سپرد کر دیا جائے (ب) ان سے لے لیا جائے (ج) ان پر خرچ کیا جائے

ہ چھوٹوں کا کیا حق ہے؟

(الف) ان کا احترام کیا جائے (ب) ان کی بات مانی جائے (ج) ان پر شفقت کی جائے

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	دوستوں کا حق یہ ہے کہ	دوگنا ثواب ملتا ہے۔
ب	جب کوئی بیمار ہو تو دوسرا مسلمان	ان کا مال ان کے سپرد کر دیا جائے۔
ج	ضرورت مند رشتہ دار کو صدقہ دینے سے	ان کے ساتھ اخلاص سے پیش آیا جائے۔
د	ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر	اس کی عیادت کرے۔
ہ	یتیم جب بالغ ہو جائیں تو	چھے حقوق ہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ کو چاہیے کہ وہ اپنے محلے میں کسی مریض کی عیادت کریں اور اپنی استطاعت کے مطابق کسی غریب کو صدقہ بھی دیں۔

راہنمائی برائے اساتذہ کرام اسلام میں بندوں کے حقوق کی اہمیت واضح کریں۔

باب سوم

سیرتِ طیّبہ

تعارف

سیرتِ طیّبہ سے مراد حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی مبارک زندگی کے احوال اور واقعات ہیں۔ اس باب میں سیرتِ طیّبہ کے جن موضوعات کو بیان کیا جائے گا، ان کا خلاصہ یہ ہے۔

نزولِ وحی کے نتیجے میں نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو نبوّت کا فریضہ سونپ دیا گیا۔ اس کے بعد آپؐ کو لوگوں کو دعوتِ اسلام کا حکم دیا گیا۔ کفارِ مکّہ کو دعوتِ اسلام سے انتہائی تکلیف پہنچی۔ چنانچہ انہوں نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں یعنی صحابہ کرامؓ پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیا۔ اسلام چونکہ ایک سچا دین ہے۔ اس لیے اس کے قبول کرنے والوں نے انتہائی ثابت قدمی کا ثبوت دیا اور ہر قسم کی تکلیف برداشت کی۔ آپؐ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تا کہ وہاں جا کر تبلیغِ اسلام کا کام جاری رکھا جا سکے۔

کفار کو یہ بھی برداشت نہ ہوا۔ انہوں نے ایک سازش کے تحت حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اور بنو ہاشم کو شعبِ ابی طالب میں تین سال تک محصور رکھا۔ اس کے بعد آپؐ نے جب یہ محسوس کیا کہ کفارِ مکہ کسی صورت میں بھی تبلیغِ اسلام برداشت کرنے کو تیار نہیں تو آپؐ نے مکہ سے باہر تبلیغ کا کام جاری رکھنے کی خاطر طائف کا سفر اختیار کیا۔ اہلِ طائف نے بھی آپؐ کو نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ آپؐ کو بہت دکھ ہوا۔ اس سے پہلے آپؐ کے شفیق چچا ابو طالب فوت ہو چکے تھے اور آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وفات پا چکی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی دلجوئی اور تشفی کی خاطر آپؐ کو آسمانوں کی سیر کرائی اور اپنی کئی نشانیوں کا مشاہدہ بھی کرایا۔ یہ واقعہ، واقعہ معراج کہلاتا ہے۔

واقعہ معراج میں پیش آنے والے واقعات کا علم ہونے کے باوجود بھی کفارِ مکہ مطمئن نہ ہوئے۔ وہ اپنی ضد پر قائم رہے۔ اسی دوران مدینہ منورہ میں کچھ بااثر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ منوّرہ آنے کی دعوت دی۔ نبوت کے تیرہویں سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکّہ مکرّمہ سے اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ منوّرہ ہجرت کر گئے۔

آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے مدینہ منوّرہ مین وہاں کے لوگوں کے تعاون سے پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی۔ اس طرح مدینہ منوّرہ سے اسلام کے آزادانہ پھیلنے کا آغاز ہو گیا۔

1 نزولِ وحی

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وحی کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- غارِ حراء اور پہلی وحی سے متعلق معلومات حاصل کر سکیں۔
- ورقہ بن نوفل کی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے گفتگو سے آگاہ ہو سکیں۔

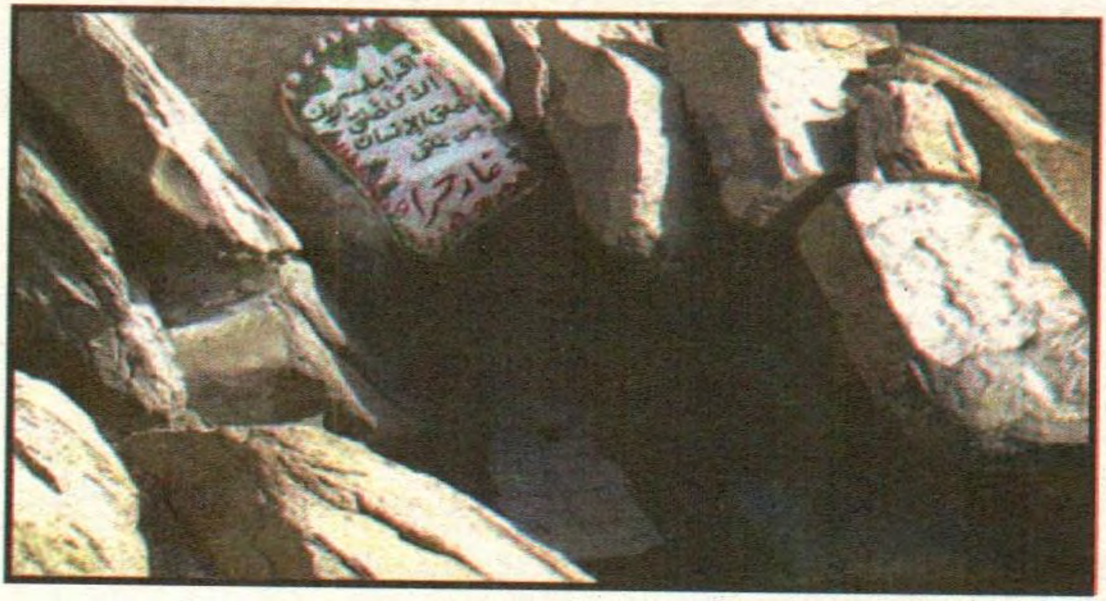

وحی کا مفہوم

وحی کا لفظی معنی تیزی سے اشارہ کرنا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق وحی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے، جو وہ اپنے انبیاءِ کرام علیہم السلام پر نازل فرماتا ہے۔ یہاں نزولِ وحی سے مراد ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی پہلی وحی ہے۔

غارِ حرا

نزولِ وحی سے پہلے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ مکّہ مکرّمہ کے نزدیک غارِ حراء میں تشریف لے جاتے۔ وہاں کائنات کے بارے میں غور و فکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ یہ غار مکّہ مکرّمہ سے قریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔

پہلی وحی

رمضان المبارک کے مہینہ میں ایک دن نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ غارِ حراء میں مصروفِ عبادت تھے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام سورۃ العلق کی پہلی پانچ آیات لے کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔ یہ آپؐ پر نازل ہونے والی پہلی وحی تھی۔ وہ آیات یہ ہیں:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝۱ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝۲ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝۳ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝۴ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝۵ (سورۃ العلق 5-1)

(اے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ!) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا۔

اس وحی کے نزول سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ پر لوگوں کی تعلیم و تربیت اور انہیں سیدھا راستہ دکھانے کی ذمہ داری ڈال دی گئی۔ پہلی وحی کا نزول آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے لیے بالکل نئی بات تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے جانے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے دل پر کپکپی طاری ہوگئی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھا دو، مجھے کمبل اوڑھا دو۔ پھر انہیں سارا

واقعہ سنایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی زوجہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے کہا:

اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو کبھی تنہا نہ چھوڑے گا کیونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں۔ غریبوں کی مدد کرتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔

وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ پر فوراً ایمان لے آئیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو تورات اور انجیل کے عالم تھے۔ اس وقت وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ انہوں نے پورا واقعہ سن کر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سے کہا:

"یہ تو وہی فرشتہ ہے، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا کرتا تھا۔ کاش! میں اس وقت زندہ ہو تا جب آپؐ کی قوم آپؐ کو اپنے وطن سے نکال دے گی۔ آپؐ نے فرمایا: کیا میرے ہی لوگ مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپؐ سے پہلے جو بھی اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام لے کر آیا جو آپؐ لے کر آئے ہیں تو اسے اذیت دی گئی۔ اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو آپؐ کی بھرپور مدد کروں گا۔"

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہو گیا۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف) وحی کا مفہوم تحریر کریں۔

ب) پہلی وحی میں کس سورت کی کتنی آیات نازل ہوئیں؟

ج) نزولِ وحی کا واقعہ سن کر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سے کیا کہا؟

(د) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو کس کے پاس لے گئیں؟
(ہ) پہلی وحی کہاں اور کس مہینہ میں نازل ہوئی؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) وحی وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے ____________ پر نازل کرتا ہے۔
(ب) نزولِ وحی سے پہلے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ مکہ مکرمہ کے نزدیک ____________ میں عبادت کے لیے تشریف لے جاتے۔
(ج) غارِ حرا مکّہ مکرمہ سے ____________ کے فاصلہ پر واقع ہے۔
(د) ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ____________ بھائی تھے۔
(ہ) ورقہ بن نوفل ____________ کے عالم تھے۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

(الف) وحی کا لفظی معنی ہے:
(الف) گفتگو (ب) تقریر (ج) تیزی سے اشارہ کرنا
(ب) سب سے پہلے کس سورت کی آیات نازل ہوئیں؟
(الف) الفاتحہ (ب) البقرۃ (ج) العلق
(ج) پہلی وحی کس مہینہ میں نازل ہوئی؟
(الف) محرم (ب) رمضان (ج) شوّال
(د) غارِ حرا کس شہر کے قریب ہے۔
(الف) طائف (ب) مدینہ منوّرہ (ج) مکہ مکرّمہ
(ہ) اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس چیز سے پیدا فرمایا؟
(الف) آگ سے (ب) نور سے (ج) جمے ہوئے خون سے

4 درست جملوں کے سامنے (✓) کا نشان اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
(الف) غارِ حراء مکّہ مکرّمہ سے پانچ کلومیٹر دور ہے۔		
(ب) وحی کا لفظی معنی آہستہ سے اشارہ کرنا ہے۔		
(ج) نزولِ وحی کے واقعہ کے کچھ عرصہ بعد ورقہ بن نوفل کا انتقال ہوگیا۔		
(د) نزولِ وحی سے مراد آپؐ پر نازل ہونے والی پہلی وحی ہے۔		
(ہ) ورقہ بن نوفل زبور اور انجیل کے عالم تھے۔		

سرگرمی برائے طلبہ پہلی وحی کی آیات پر ایک چارٹ بنائیں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ کو غارِ حراء کے متعلق تفصیل سے بتائیں۔

2 دعوتِ اسلام

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خفیہ اور علانیہ تبلیغِ اسلام کے بارے بیان کر سکیں۔
- اسلام کی تبلیغ عام کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔
- حضور صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تبلیغ سے سبق اور حکمتِ تبلیغ اخذ کر کے عملی زندگی میں اس کا اطلاق کر سکیں۔

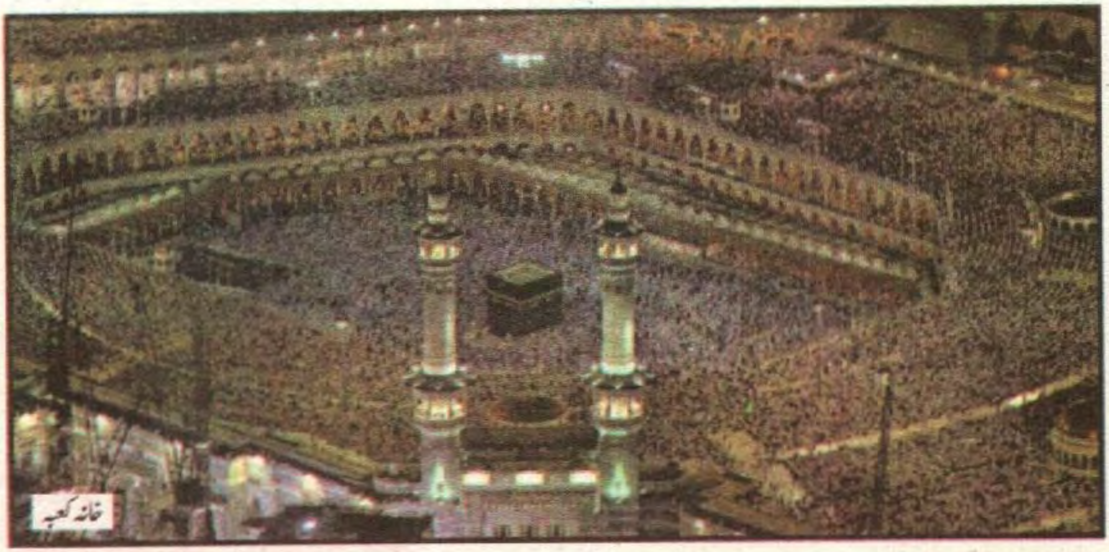
خانہ کعبہ

خفیہ تبلیغ

نزولِ وحی کے بعد تین سال تک نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خفیہ طریقے سے اپنی تبلیغ کو جاری رکھا اور صرف ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی جو آپؐ کے بہت ہی قریبی ساتھی تھے۔

نزولِ وحی کے فوراً بعد نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ، حضرت علی، حضرت زید بن حارث اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ کے ایک معزز تاجر تھے۔ ان کے علم، شرافت اور عقلمندی کی وجہ سے لوگ ان کا بڑا احترام کرتے تھے۔ ان کی دعوت سے حضرت عثمان غنی، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کئی دوسرے حضرات نے اسلام قبول کیا۔

اہلِ خاندان کو علانیہ دعوت

کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا:

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (سورۃ الشعراء:214)

ترجمہ: اور اپنے قریب کے رشتہ داروں کو ڈر سنا دو۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ملنے کے بعد نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے اپنے خاندان کے پینتالیس (45) افراد کو ایک دعوت پر بلایا۔ کھانے کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ آپؐ نے حاضرین سے پوچھا کہ دین کے معاملے میں میرا ساتھ کون دے گا؟

تمام حاضرین خاموش رہے۔ صرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت قریباً دس برس کے تھے، بولے: اگرچہ میری آنکھوں میں تکلیف ہے اور میں سب سے چھوٹا ہوں اور میری ٹانگیں بھی پتلی ہیں لیکن میں آپؐ کا ساتھ دوں گا۔ یہ سن کر لوگ تو ہنس پڑے لیکن حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے سے لگالیا۔ حضرت ابوطالب نے بھی آپؐ کو اپنی حمایت کا یقین دلایا۔

اہلِ مکہ کو علانیہ دعوت

تین سال بعد حضور اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (سورۃ الحجر:94)

ترجمہ: پس جو حکم تم کو (اللہ کی طرف سے) ملا ہے، اس کا اعلان کر دیجئے اور مشرکوں کی پرواہ نہ کیجئے۔

اس کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ نے علانیہ تبلیغ شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لیے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ عرب کے دستور کے مطابق کوہِ صفا پر تشریف فرما ہو گئے اور قریش کے لوگوں کو جمع ہونے

کے لیے آواز دی۔ سب لوگ اکٹھے ہو گئے، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا:

اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر آ رہا ہے، جو تم پر حملہ کر دے گا، تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب لوگ پکار اٹھے: ہاں! کیونکہ ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کی زبان سے ہمیشہ سچ ہی سنا ہے۔ تب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا: تو میں کہتا ہوں کہ اگر تم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو گے تو کامیاب ہو جاؤ گے۔

یہ سن کر قریش غصہ میں آ گئے۔ ابولہب نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو (نعوذ باللہ) بُرا بھلا کہا اور سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

عام تبلیغ

اس کے بعد حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے لوگوں کو عام تبلیغ شروع کر دی آپؐ میلوں اور بازاروں میں جا کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے۔ حج کے لیے آنے والوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے۔ آپؐ نے حرم کعبہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا اعلان کیا۔ اس پر مشرکین نے آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ تاہم آپؐ وہاں سے خیریت سے واپس آ گئے۔ قریش کی بھرپور مخالفت کے باوجود آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے اسلام کی دعوت جاری رکھی اور اسلام پھیلتا گیا۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف) سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کا شرف کن کو حاصل ہوا؟

ب) خاندان کو علانیہ دعوت کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا فرمایا؟

ج) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے اپنے خاندان کے لوگوں سے کیا فرمایا؟

د) آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے کوہِ صفا پر لوگوں سے کیا فرمایا؟

ہ) علانیہ دعوت والی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) نزولِ وحی کے بعد .... تک آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے خفیہ طریقہ سے تبلیغ کو جاری رکھا۔

(ب) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے .... کی دعوت سے اسلام قبول کیا۔

(ج) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ کے ایک .... تھے۔

(د) آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے .... پر چڑھ کر لوگوں کو جمع ہونے کے لیے آواز دی۔

(ہ) حضرت ابوطالب نے بھی آپؐ کو اپنی .... کا یقین دلایا۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے:

(الف) تاجر (ب) کاشتکار (ج) صنعت کار

(ب) ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سے سب سے پہلے کس نے اسلام قبول کیا؟

(الف) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ج) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) آپؐ نے کس پہاڑ پہ کھڑے ہو کر لوگوں کو جمع ہونے کے لیے آواز دی؟

(الف) کوہِ صفا (ب) جبلِ رحمت (ج) جبلِ نور

(د) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے؟

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) آپؐ نے اپنے خاندان کے کتنے افراد کو دعوت پر بلایا؟

(الف) پینتیس (ب) پینتالیس (ج) چالیس

سرگرمی برائے طلبہ: طلبہ اوّلین اسلام قبول کرنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام اپنی کاپی پر خوش خط لکھیں۔

راہنمائی برائے اساتذۂ کرام: طلبہ کو حضورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کی تبلیغ کی حکمت ذہن نشین کروائیں۔

3 قریش کی مخالفت اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی ثابت قدمی

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی اسلام پر ثابت قدمی کے بارے مختصراً جان سکیں۔
- صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زندگی سے ثابت قدمی کی چند مثالیں بیان کر سکیں۔
- قریش مکہ کی اسلام دشمنی کے اسباب سے آگاہ ہو سکیں۔

قریش کی مخالفت

اعلانِ نبوت سے پہلے اہلِ مکہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "صادق" اور "امین" کہتے تھے۔ لیکن جونہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو صرف ایک اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور انہیں بت پرستی اور شرک سے منع فرمایا، تو وہ بھڑک اٹھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کے سخت مخالف ہو گئے۔ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سے بدکلامی کرتے۔ آپؐ کو شاعر اور دیوانہ کہتے۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھاتے۔

ایک مرتبہ آپؐ بیت اللہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کون ہے جو اونٹ کی اوجھڑی لائے اور جب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے۔ یہ سن کر عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور کچھ کافروں کے ساتھ مل کر اونٹ کی اوجھڑی لے آیا۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو اس نے وہ اوجھڑی آپؐ کے دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دی۔ یہ دیکھ کر وہ ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ ہی میں پڑے رہے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دیگر اہل ایمان کے ساتھ آئیں اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں سے اوجھڑی ہٹائی۔ اسلام کو پھیلنے سے روکنے کے لیے کفار نے نہ صرف آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کو ہر طرح کی جسمانی اور ذہنی تکلیفیں پہنچائیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرامؓ پر بھی ظلم وستم کی انتہا کر دی۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی ثابت قدمی

قریش نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی تعلیمات کو مسخ کرنے کے لیے جھوٹا پروپیگنڈہ کرنے لگے کہ قرآن مجید

اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں بلکہ پہلے لوگوں کے قصے اور کہانیاں ہیں۔ جب قریش نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت ابوطالب سے کہا کہ وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تبلیغ کے کام سے روکیں، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے محترم چچا سے فرمایا:

> اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں، پھر بھی میں اپنا کام جاری رکھوں گا۔ یہاں تک کہ اسلام پھیل جائے یا اسلام پھیلاتے ہوئے میری جان چلی جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ثابت قدمی

- حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے۔ آپؓ کے اسلام قبول کر لینے پر امیہ غضبناک ہو گیا۔ امیہ آپؓ کی گردن میں رسی ڈال کر آوارہ لڑکوں سے کہتا کہ انہیں گھسیٹتے پھرو۔ امیہ حضرت بلالؓ کو بھوکا پیاسا رکھتا۔ تپتی ریت پر لٹا کر سینے پر وزنی پتھر رکھوا دیتا اور اسلام چھوڑنے پر مجبور کرتا۔ لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے احد، احد یعنی اللہ ایک ہے، اللہ ایک ہے کے علاوہ اور کوئی بات نہ نکلتی۔ آخر کار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ظالم امیہ سے خرید کر آزاد کر دیا۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر دھواں دیتا۔
- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے والدین کو ابوجہل تپتی دھوپ میں گرم پتھریلی زمین پر لٹا کر سزائیں دیتا۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ انہیں ایسی حالت میں دیکھ کر حوصلہ دیتے اور فرماتے: اے آلِ یاسر! صبر کرنا، تمہارے لیے جنت ہے۔ حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوجہل کے اس تشدد کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ ان کی اہلیہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ابوجہل نے نیزہ مار کر شہید کر دیا۔
- حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارت کو کفار دہکتے انگاروں پر لٹا دیتے اور ایک شخص ان کی چھاتی پر پاؤں رکھ دیتا۔ ان کی چربی پگھلتی جس سے انگارے بجھ جاتے۔ ان کی پشت جلنے سے داغ دار ہو گئی تھی۔

ان سب تکالیف اور ظلم و ستم کے باوجود حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے صحابہ کرامؓ کی ثابت قدمی اور استقلال میں ذرہ بھر کمی نہ ہوئی۔

قریش کی مخالفت کے اسباب

قریش کے سرداروں کو خطرہ تھا کہ:

- اگر اسلام پھیل گیا تو ان کی سرداری ختم ہو جائے گی۔
- انہیں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنا بڑا عجیب لگتا تھا۔
- کچھ لوگ صرف بنو ہاشم سے دشمنی کی وجہ سے اسلام کی مخالفت کر رہے تھے اور کچھ تکبر کی وجہ سے اسلام قبول نہیں کر رہے تھے۔
- قریشِ مکہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے خانہ کعبہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔
- قریشِ مکہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی فرشتے کو کیوں نبی مقرر نہیں کیا؟
- وہ اپنی جہالت اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اسلام قبول کرنا نہیں چاہتے تھے۔
- یہی وہ بنیادی اسباب تھے جن کی وجہ سے کفارِ مکہ نے دعوتِ اسلام کی شدید مخالفت کی اور حضور اکرم ﷺ اور اہلِ ایمان پر ظلم و ستم کیا۔ کفارِ مکہ کے ظلم و ستم کے باوجود آپ ﷺ اور دیگر اہلِ ایمان ثابت قدم رہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف اعلانِ نبوت سے پہلے اہلِ مکہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو کیا مقام دیتے تھے؟

ب قریش حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے کیوں مخالف ہو گئے؟

ج قریش کی مخالفت کے دو اسباب بیان کریں؟

د آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے جناب ابو طالب کو کیا جواب دیا؟

ہ حضرت خبّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ارت ظلم و ستم کس طرح برداشت کرتے تھے؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) اعلانِ نبوت سے پہلے اہلِ مکہ حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو .... کہتے تھے۔

(ب) حضرت ابوطالب حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے .... تھے۔

(ج) قریش کو اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنا بڑا .... لگتا تھا۔

(د) عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور .... لے آیا۔

(ہ) اے آلِ یاسر! صبر کرنا، تمہارے لیے .... ہے۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	قریش آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو	سے ان تمام تکالیف کو برداشت کیا۔
ب	آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے مکمل ثابت قدمی	بھوکا پیاسا رکھتا تھا
ج	قریش آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے راستے میں	اسلام کی مخالفت کر رہے تھے۔
د	امیہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو	شاعر اور دیوانہ کہتے۔
ہ	کچھ لوگ صرف بنو ہاشم سے دشمنی کی وجہ سے	کانٹے بچھاتے۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ صحابہ کرامؓ کی ثابت قدمی کے واقعات زبانی یاد کر کے تقریر کے انداز میں سنائیں۔

راہنمائی برائے اساتذہ کرام دیگر مثالوں سے حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی ثابت قدمی طلبہ کو ذہن نشین کروائیں۔

4 ہجرتِ حبشہ

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ہجرت کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- پہلی ہجرت حبشہ کے بارے میں مختصر طور پر جان سکیں۔
- دوسری ہجرتِ حبشہ کے واقعات کی مختصر آگاہی حاصل کر سکیں۔

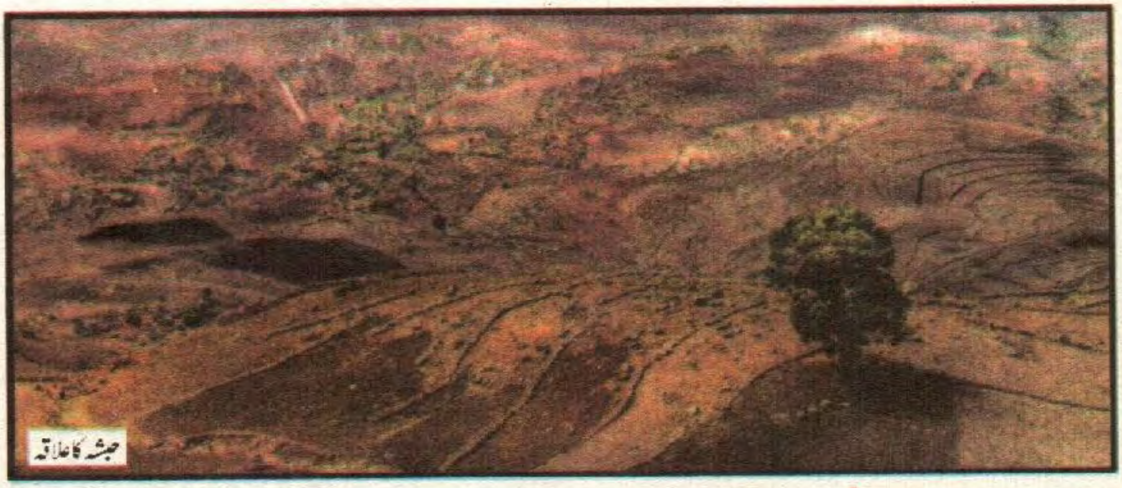

حبشہ کا علاقہ

ہجرت کا مفہوم

ہجرت کے لفظی معنی ترکِ وطن ہیں۔ ہجرت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی نیک مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنے علاقے یا ملک کے حکمرانوں کی طرف سے آزادی نہ ہو اور ان کے ظلم و تشدّد سے تنگ آ کر لوگ دوسرے پرامن علاقے یا ملک میں چلے جائیں۔

پہلی ہجرت حبشہ

حبشہ افریقہ کا ایک ملک ہے، جسے آج کل ایتھوپیا کہا جاتا ہے۔ اس کے بادشاہ کو نجاشی کہا جاتا تھا۔

قریش کے تمام تر ظلم کے باوجود مسلمان اسلام سے وابستہ رہے۔ قریش کو اپنی تمام چالیں ناکام ہوتی ہوئی نظر آئیں تو انہوں نے مسلمانوں پر مزید ظلم کرنا شروع کر دیے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے محسوس کیا کہ ایسے سخت حالات میں مسلمانوں کے لیے اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنا مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ جو چاہے وہ حبشہ جا کر اطمینان اور سکون کی زندگی گزارے کیونکہ وہاں کا بادشاہ بڑا انصاف پسند اور رحم دل ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان مہاجرین میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی شامل تھے۔ یہ حبشہ کی طرف پہلی ہجرت تھی۔ یہ نبوت کا پانچواں سال تھا اور رجب کا مہینہ تھا۔ حبشہ کی طرف اور مسلمان بھی جانے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ خبر پھیل گئی کہ مکہ والے سب مسلمان ہو گئے ہیں۔ مسلمان حبشہ سے واپس آ گئے لیکن مکہ پہنچ کر پتہ چلا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اب کفارِ مکہ کا ظلم پہلے سے بھی بڑھ گیا۔

دوسری ہجرت حبشہ

تھوڑے عرصہ کے بعد قریش کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمانوں نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس مرتبہ 83 مردوں اور 19 عورتوں نے ہجرت کی۔ قریش کو جب مسلمانوں کی روانگی کا علم ہوا تو وہ غصے میں آ گئے۔ انہوں نے مسلمانوں کا پیچھا کیا، لیکن مسلمانوں کو حبشہ جانے والا ایک تیار جہاز مل گیا۔ وہ اس پر سوار ہو کر حبشہ پہنچ گئے۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں سے بڑا اچھا سلوک کیا۔ وہاں مسلمان امن و سکون سے رہنے لگے۔ یہ حبشہ کی طرف دوسری ہجرت تھی اور یہ نبوّت کا چھٹا سال تھا۔

مکّہ کے کافروں سے یہ صورتِ حال برداشت نہ ہوئی۔ انہوں نے تحفے دے کر ایک وفد نجاشی کے پاس بھیجا۔ وفد نے نجاشی سے کہا کہ ہمارے ملک سے چند لوگ بھاگ کر یہاں آئے ہیں، جنہوں نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ کر ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے۔ وہ آپ کے دین کے بھی مخالف ہیں۔ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ یہ بات سن کر نجاشی نے مسلمانوں کو دربار میں بلایا اور ان سے صورتِ حال کی وضاحت چاہی۔

نجاشی کے سوالات کے جواب میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفر طیّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بڑی پُراثر تقریر کی۔ آپؓ نے فرمایا:

"اے بادشاہ! ہم لوگ جاہل تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔ گناہوں کے عادی تھے اور پڑوسیوں کا حق مارتے تھے۔ جو طاقتور ہوتا وہ کمزور پر ظلم کرتا تھا۔ ہم ایسی ہی حالت میں تھے جب اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم کیا۔ ہم میں اپنا رسولؐ بھیجا۔ جس کے نسب، شرافت اور امانت و دیانت سے ہم سب اچھی طرح واقف تھے۔ اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے سچے دین کی طرف بلایا۔ بت پرستی اور شرک سے منع کیا۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ پاک دامنی اور صلہ رحمی کی تعلیم دی۔ ہم اُس نبیؐ پر ایمان لے آئے، شرک اور بُت پرستی چھوڑ دی۔ تمام بُرے اعمال چھوڑ دیئے۔ اسی وجہ سے ہماری قوم ہماری دشمن ہوگئی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ ہم اسی گمراہی کی طرف پھر واپس چلے جائیں۔ ہم ان کے مظالم سے تنگ آ کر اپنے ملک سے نکل کر آپ کے ملک میں آ گئے ہیں۔ اے بادشاہ! ہمیں امید ہے کہ آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں ہوگا۔

نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ وہ اپنے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والا کلام سنائیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ مریم کی چند آیات تلاوت کیں جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وضاحت سے ذکر ہے۔ نجاشی اور اس کے درباری کلام الٰہی سن کر بہت متاثر ہوئے ان پر رقت طاری ہوگئی اور وہ رونے لگے۔ اس موقع پر نجاشی نے کہا: یقیناً یہ کلام بھی اسی ہستی کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل مقدس نازل فرمائی تھی۔

نجاشی نے قریش کے سفیروں سے کہا کہ میں مسلمانوں کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ دوسرے دن عمرو بن عاص نے نجاشی کو بھڑکانے کے لیے کہا: اے بادشاہ! کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ رکھتے ہیں؟ اس پر مسلمانوں کو دوبارہ دربار میں بلایا گیا تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت اعتماد سے جواب دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے پیغمبر اور روح اللہ ہیں۔ ان کی والدہ مریم علیہا السلام نیک اور پاکدامن عورت تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپؑ کی والدہ کے بارے میں سچی باتیں سن کر نجاشی نے ایک تنکا زمین سے اٹھایا اور کہا:

"اللہ کی قسم! حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالکل ایسے ہی تھے جیسے کہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک تنکے کے برابر بھی اس سے زیادہ نہ تھے۔"

بعد میں نجاشی نے اسلام قبول کرلیا۔ اس طرح قریش کا یہ وفد اپنے مقصد میں ناکام واپس ہوا اور مسلمان وہاں امن و اطمینان سے رہنے لگے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف ہجرت سے کیا مراد ہے؟

ب دوسری ہجرتِ حبشہ میں کتنے مسلمان شامل تھے؟

ج نجاشی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہا؟

د قریش کے وفد نے نجاشی سے کیا کہا؟

ہ کلامِ الٰہی سن کر نجاشی اور اس کے درباریوں پر کیا اثر ہوا؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف پہلی ہجرتِ حبشہ اعلانِ نبوت کے ______ بعد سال ہوئی۔

ب ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اہلیہ ______ بھی شامل تھیں۔

ج نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی طرف سے حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بڑی پُراثر ______ کی۔

د نجاشی کے کہنے پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ ______ کی چند آیات تلاوت کیں۔

ہ دوسری ہجرتِ حبشہ میں 83 مرد اور ______ عورتیں شامل تھیں۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

الف پہلی ہجرتِ حبشہ میں کل کتنے افراد شامل تھے؟

(الف) دس (ب) پندرہ (ج) بیس

(ب) حبشہ کے بادشاہ کو کیا کہا جاتا تھا؟

(الف) قیصر (ب) کِسریٰ (ج) نجاشی

(ج) دوسری ہجرتِ حبشہ نبوت کے کس سال میں ہوئی؟

(الف) چوتھے (ب) چھٹے (ج) آٹھویں

(د) نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کی طرف سے تقریر کس نے کی؟

(الف) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ج) حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ہ) نجاشی کے دربار میں کس سورت کی آیات تلاوت کی گئیں؟

(الف) سورۃ مریم (ب) سورۃ البقرۃ (ج) سورۃ آل عمران

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو	آپ کے ہاں ہم پر ظلم نہیں ہوگا۔
ب	اے بادشاہ! ہمیں امید ہے کہ	اسلام قبول کرلیا۔
ج	قریش نے تحفے دے کر	حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔
د	بعد میں نجاشی نے	کلامِ الٰہی سن کر بہت متاثر ہوئے۔
ہ	نجاشی اور اس کے درباری	ایک وفد نجاشی کے پاس بھیجا۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ پہلی ہجرتِ حبشہ پر مشتمل ایک چارٹ تیار کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام ہجرتِ حبشہ کے واقعات تفصیل سے طلبہ کو بتائیں تاکہ انہیں اندازہ ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام کے لیے کس قدر تکالیف اٹھائیں۔

5 شِعبِ ابی طالب میں محصوری وعَامُ الحُزن

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- شعبِ ابی طالب کے بارے میں مختصراً بیان کر سکیں۔
- شعبِ ابی طالب میں قیام کے دوران میں مسلمانوں کے مخدوش حالات کے بارے مختصراً بیان کر سکیں۔
- عام الحزن کی وضاحت کر سکیں۔

دو پہاڑوں کے درمیان گھاٹی یا تنگ میدان کو عربی میں ''شِعْب'' کہتے ہیں۔ یہ گھاٹی بنو ہاشم قبیلہ کی ملکیت تھی۔ قبیلے کے سربراہ حضرت ابوطالب تھے۔ اسی لیے اس کا نام شِعب ابی طالب ہے۔

قریش نے دیکھا کہ ان کے ظلم وستم کے باوجود اسلام پھیلتا جا رہا ہے۔ مسلمان نجاشی کے پاس حبشہ میں امن واطمینان سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بہادر اور معزز لوگ بھی اسلام قبول کر چکے ہیں۔ مشرکینِ مکہ نے اسلام کی آواز دبانے کے لیے سخت اقدام کا فیصلہ کیا۔ جب حضرت ابوطالب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے محسوس کیا کہ کفار حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ حضرت ابوطالب نے تمام بنو ہاشم سے عہد لیا کہ وہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی مکمل حفاظت کریں گے۔ اگرچہ انہیں اپنی جانیں قربان کرنا پڑیں۔ ابولہب کے سوا سب نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی حفاظت کا عہد کیا۔ بنو مطلب نے بھی اس عہد کی تائید کی۔ بنو ہاشم اور بنو مطلب حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی حفاظت کی غرض سے شعبِ ابی طالب میں چلے گئے۔

مقاطعہ قریش

جب قریش کو یہ معلوم ہوا، تو انہوں نے آپس میں ایک معاہدہ تحریر کیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے مقاطعہ یعنی

مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا جائے۔ کوئی ان سے شادی بیاہ نہ کرے۔ ان سے کوئی لین دین نہ کیا جائے۔ قریش کا مقصد یہ تھا کہ حضرت ابو طالب تنگ آ کر حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو ان کے حوالے کر دیں۔ یہ معاہدہ کعبہ کی دیوار پر لٹکا دیا۔ یہ نبوت کا ساتواں سال اور محرم کا مہینا تھا۔

قریش نے اس معاہدہ پر بڑی سختی سے عمل کیا۔ انہوں نے کھانے پینے کی کوئی چیز ان تک نہ پہنچنے دی۔ یہاں تک کہ انہیں اپنی بھوک مٹانے کے لیے درختوں کے پتے بھی کھانا پڑتے۔ بھوکے بچوں کے رونے کی آوازیں گھاٹی سے باہر آتی تھیں۔ قریش انہیں سن کر رحم کھانے کے بجائے خوش ہوتے تھے۔ البتہ ہشام بن عَمر واور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام کبھی کبھی خفیہ طور پر کچھ غلہ بھجوا دیتے تھے۔ تین سال کا عرصہ انہیں کٹھن حالات میں گزرا۔ قریش کے کچھ لوگوں نے اس معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش بھی کی لیکن انہیں کامیابی نہ ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے ایک خاص طریقہ سے اہلِ ایمان کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو خبر دی کہ معاہدہ کو دیمک اس طرح چاٹ گئی ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ یہ خبر حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سے سن کر حضرت ابو طالب حرم شریف میں قریش کے پاس گئے اور کہا:

میرے بھتیجے نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ معاہدہ کو دیمک اس طرح چاٹ گئی ہے کہ وہاں اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا۔ اب تم اپنا معاہدہ منگوا کر دیکھو۔ اگر یہ خبر درست ہوئی تو تم اس محاصرے کو ختم کر دینا اور اگر یہ خبر درست نہ ہوئی تو میں اپنے بھتیجے کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔

قریش اس بات پر راضی ہو گئے۔ جب انہوں نے معاہدہ دیکھا، تو ویسا ہی پایا جیسا انہیں بتایا گیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے کچھ بحث و تکرار کے بعد اس معاہدہ کو ختم کر دیا اور شعبِ ابی طالب کا محاصرہ اور مقاطعہ ختم کر دیا۔

عَامُ الحُزن

عربی زبان میں "عام" کا معنی سال اور "حزن" کا معنی غم ہے۔ اس طرح "عام الحزن" کا معنی "غم کا سال ہے"۔ نبوت کے دسویں سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے کیونکہ اس سال رمضان المبارک میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے چچا حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بعد جلد ہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ

کا بھی انتقال ہو گیا۔ یہ دونوں ہستیاں دنیا میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کا بہت بڑا سہارا تھیں۔
آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ ان ظاہری سہاروں کے چھن جانے سے بہت غمگین ہو گئے۔ اب قریش آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو تکلیفیں دینے پر مزید دلیر ہو گئے اور آپؐ کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف شعب ابی طالب میں کون کون سے قبیلے محصور تھے؟

ب شعب ابی طالب کا محاصرہ کس طرح ختم ہوا؟

ج عام الحزن سے کیا مراد ہے؟

د حضرت ابو طالب کا انتقال کس مہینہ میں ہوا؟

ہ قریش نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے خلاف کیا معاہدہ کیا؟

2 درست جملوں کے سامنے (✓) کا نشان اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
الف شِعب کا معنی وسیع گھاٹی ہے۔	☐	☐
ب ابولہب نے بھی حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کی حفاظت کا عہد کیا۔	☐	☐
ج بنو ہاشم اور بنو مطلب حضورِ اکرمؐ کی حفاظت کی غرض سے شعبِ ابی طالب میں چلے گئے۔	☐	☐
د عربی زبان میں ''عام'' کا معنی دن ہوتا ہے۔	☐	☐
ہ نبوت کے دسویں سال کو عام الحزن کہا جاتا ہے۔	☐	☐

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	مشرکینِ مکہ نے اسلام کی آواز دبانے کے لیے	نبوّت کے ساتویں سال پیش آئی۔
ب	عربی زبان میں "عام" کا معنی سال	بھتیجے تھے۔
ج	شعبِ ابی طالب کی محصوری	اور 'حزن' کا معنی غم ہے۔
د	نبوت کے دسویں سال کو	سخت اقدام کا فیصلہ کیا۔
ہ	حکیم بن حزام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے	عام الحزن کہا جاتا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ شعبِ ابی طالب کی محصوری کے واقعات یاد کر کے ایک دوسرے کو سنائیں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ پر شعبِ ابی طالب کی محصوری کے اسباب واضح کریں۔

6 سفرِ طائف

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سفرِ طائف کے بارے بیان کر سکیں۔
- اہلِ طائف کی بدسلوکی اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے رحمۃ للعالمین ہونے کے بارے میں جان سکیں۔
- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے سفرِ طائف سے سبق حاصل کر سکیں۔

طائف کی ایک مسجد

کفارِ مکّہ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بات کو سننے سے مسلسل انکار کرتے رہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے طائف کے لوگوں کو پیغامِ حق سنانے کا ارادہ کیا۔ نبوت کے دسویں سال شوّال کے مہینہ میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ طائف تشریف لے گئے تاکہ وہاں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں۔ طائف کا شہر مکّہ مکرّمہ کے جنوب میں تقریباً ستر (70) میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں قبیلہ بنوثقیف آباد تھا۔ یہ ایک پُررونق، شاداب اور زرخیز علاقہ تھا۔ طائف کے بڑے سردار تین بھائی تھے۔ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان تینوں سرداروں کے پاس گئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی شدید مخالفت کی۔

اہلِ طائف کی بدسلوکی

سرداروں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ ان کے انکار کے بعد آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے عام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا۔ لیکن انہوں نے بھی اس پیغام کو جھٹلا دیا۔ جب آپؐ واپس تشریف لانے لگے تو تینوں سرداروں نے اپنے غلاموں، نوکروں اور شہر کے آوارہ لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا۔ وہ آپؐ پر آوازے کستے اور پتھر مارتے، یہاں تک کہ آپؐ لہولہان ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کے جوتے خون سے تر ہو گئے۔

رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ شہر سے باہر ایک باغ میں پہنچے۔ یہ باغ دو قریشی سرداروں عُتبہ اور شیبہ کا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ ایک دیوار سے ٹیک لگا کر انگور کی بیل کے سائے میں بیٹھ گئے۔ باغ کے مالکوں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کو اس حالت میں دیکھا تو انہوں نے انگوروں کا ایک خوشہ اپنے غلام عداس کے ہاتھوں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کو پیش کیا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے بسم اللہ کہتے ہوئے وہ خوشہ لیا۔ عداس کو اس پر تعجب ہوا۔ وہ کہنے لگا کہ یہاں کے لوگ تو ایسا جملہ نہیں بولتے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا مذہب کیا ہے اور تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ وہ کہنے لگا: میں عیسائی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم مردِ صالح یونس بن متی کے شہر کے ہو۔ وہ میرے بھائی تھے۔ میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔ یہ سن کر عداس جھک کر آپؐ کے سر، ہاتھوں اور پاؤں کو بوسے دینے لگا۔ جب وہ واپس گیا تو عتبہ اور شیبہ کہنے لگے کہ تم یہ کیا کر رہے تھے؟ اس نے جواب دیا کہ اس وقت پوری زمین پر ان سے بہتر کوئی انسان نہیں ہے۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے، جو صرف ایک نبی ہی بتا سکتا ہے۔

طائف سے واپسی

رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے تو حضرت جبریل علیہ السلام آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ پہاڑوں کا فرشتہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہے۔ اگر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ فرمائیں تو یہ اہلِ طائف کو ان دو پہاڑوں کے درمیان پیس کر تباہ کر دے۔

اس پر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا:

نہیں! مجھے اللہ تعالیٰ نے بددعا یا لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ ان سے ایسی نسل پیدا فرمائے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

طائف کا یہ سفر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ کی استقامت اور رحمۃ للعالمین ہونے کا انتہائی باوقار اظہار ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ طائف کب تشریف لے گئے؟

ب طائف کا شہر مکّہ مکرّمہ سے کتنے فاصلے پر ہے؟

ج طائف سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ کون سے باغ میں پہنچے؟ اس کے مالک کون تھے؟

د عداس کو کس بات پر تعجب ہوا؟

ہ حضورِ اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف طائف کا شہر مکّہ مکرّمہ کے .... میں واقع ہے۔

ب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ نے .... کہتے ہوئے وہ خوشہ لیا۔

ج سفرِ طائف میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ کے غلام .... بھی ساتھ تھے۔

د یہ سن کر .... جھک کر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ کے سر، ہاتھوں اور پاؤں کو بوسے دینے لگا۔

ہ طائف کا سفر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَ سَلَّمَ کی استقامت اور .... ہونے کا انتہائی باوقار اظہار ہے۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

الف طائف کا شہر مکّہ مکرّمہ سے تقریباً دور ہے:

(الف) تیس میل (ب) ستر میل (ج) چالیس میل

ب سفرِ طائف میں حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے ساتھ تھے:

(الف) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ج) حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو انگور پیش کیے:

(الف) مسعود نے (ب) عداس نے (ج) حبیب نے

د عداس رہنے والا تھا:

(الف) نینوا کا (ب) مدینہ کا (ج) شام کا

ہ طائف کے بڑے سردار تھے:

(الف) تین بھائی (ب) پانچ بھائی (ج) سات بھائی

سرگرمی برائے طلبہ | طلبہ سفرِ طائف کا واقعہ ایک دوسرے کو سنائیں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام | نقشے کی مدد سے طلبہ کو طائف کا حدود اربعہ سمجھائیں۔

7 مِعْرَاجُ النَّبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واقعۂ معراج کے بارے میں جان سکیں۔
- واقعۂ معراج پر کفارِ مکہ کے انکار اور اعراض کی نوعیت سے واقف ہو سکیں۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "صدیق" کا لقب عطا ہونے اور اس کے پس منظر کی وضاحت کر سکیں۔
- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعۂ معراج کی تصدیق کرنے کے بارے میں بیان کر سکیں۔

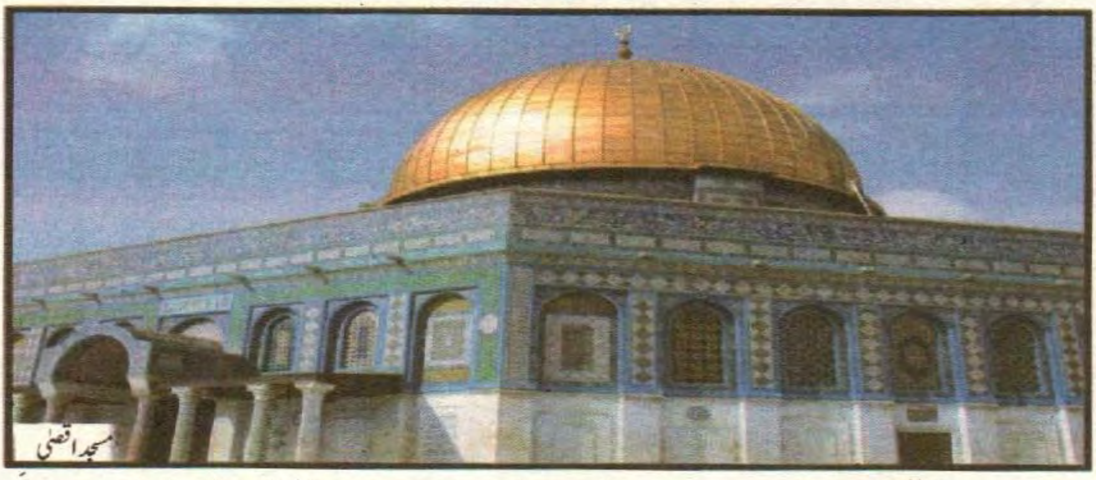

مسجدِ اقصیٰ

معراج کا لفظی معنی سیڑھی یا زینہ ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق اس سے مراد نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا وہ مبارک سفر ہے، جس میں اللہ تعالیٰ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک، وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور وہاں سے جہاں تک چاہا، لے گیا۔ اپنی قدرت کی نشانیاں آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دکھائیں۔ واقعہ معراج نبوت کے دسویں سال، رجب کی ستائیسویں رات کو پیش آیا۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے:۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (سورۃ بنی اسرائیل: 1)

ترجمہ: پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے کو رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ واقعہ کی رات آرام فرما رہے تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور آپؐ کو ایک سواری براق پیش کی۔ یہ بجلی سے بھی تیز رفتار سواری تھی۔ آپ صَلَّی اللّٰہ علیہ و اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس میں آئے۔ وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام جمع تھے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے آپؐ کی امامت میں نماز پڑھی۔

وہاں سے آسمانوں کا سفر شروع ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ یہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو نیک اور بُرے انسانوں کے انجام کے کچھ مناظر دکھائے گئے۔

اس کے بعد اگلا سفر شروع ہوا۔ حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہٰی تک آپؐ کے ساتھ گئے۔ وہاں سے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اکیلے ہی آگے تشریف لے گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ علیہ و اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب نصیب ہوا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو پانچ نمازوں کا تحفہ دیا۔ اس سفر میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے جنت اور دوزخ کا مشاہدہ بھی کیا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بہت سی نشانیاں دیکھیں۔

واقعہ معراج سے کفار کا انکار

معراج سے واپسی پر جب رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا، تو قریش نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ دیکھو تمہارے صاحب محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ آج کیسی عجیب و غریب بات کر رہے ہیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ کوئی اتنے کم وقت میں اتنا لمبا سفر طے کر لے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر یہ بات حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمائی ہے، تو میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ اس تصدیق پر ہی حضرت ابوبکر کو صدیق کا لقب ملا۔

قریش نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سے سوالات شروع کر دیئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ ان کے سوالات کے جواب دیتے رہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے انہیں بیت المقدس کی نشانیاں بھی بتائیں اور راہ میں سفر کرنے والے قافلوں کے حالات بھی بتائے لیکن قریش پھر بھی اپنی ضد پر ڈٹے رہے۔

واقعہ معراج کا ایک مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائے۔ دوسرا مقصد آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے اس غم کو ختم کرنا تھا، جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابوطالب کی وفات کی وجہ سے لاحق ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ اور اس سے ہم کلام ہونے کے سبب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے دل سے غم دور ہوا اور آپؐ کو تسلی ملی۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف معراج سے کیا مراد ہے؟

ب معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟

ج نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بیت المقدس میں کن کی امامت فرمائی؟

د حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریش کو جواب میں کیا فرمایا؟

ہ واقعہ معراج کا دوسرا مقصد کیا تھا؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف معراج کا لفظی معنی ______ ہے۔

ب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایک سواری ______ پیش کی گئی۔

ج معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ______ کا تحفہ دیا۔

د قریش نے واقعہ معراج ماننے سے ______ کر دیا۔

ہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی مختلف آسمانوں پر مختلف ______ سے ملاقات ہوئی۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں:

الف واقعہ معراج کس مہینے میں پیش آیا؟

(الف) محرّم (ب) صَفَر (ج) رجب

ب آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی امامت کس مسجد میں فرمائی؟

(الف) مسجدِ اقصیٰ (ب) مسجدِ قبا (ج) مسجدِ حرام

ج حضرت جبریل علیہ السلام آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے ساتھ کہاں تک گئے؟

(الف) طائف تک (ب) سدرۃ المنتہیٰ تک (ج) بیت المقدس تک

د معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو تحفہ دیا:

(الف) پانچ نمازوں کا (ب) روزوں کا (ج) حج کا

ہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے:

(الف) امین (ب) رفیق (ج) صدیق

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ واقعۂ معراج اپنے الفاظ میں اپنی کاپی پر لکھیں۔

ہدایات برائے اساتذہ کرام طلبہ کو واقعۂ معراج تفصیل سے بتائیں۔

8 ہجرتِ مدینہ

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ہجرتِ مدینہ کے اسباب مختصراً بیان کر سکیں۔
- غارِ ثور میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قیام کو بیان کر سکیں۔
- حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی وضاحت کر سکیں۔
- انصار کے جذبۂ ایثار سے اخلاقی سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے اندر ایثار کا جذبہ پیدا کر سکیں۔

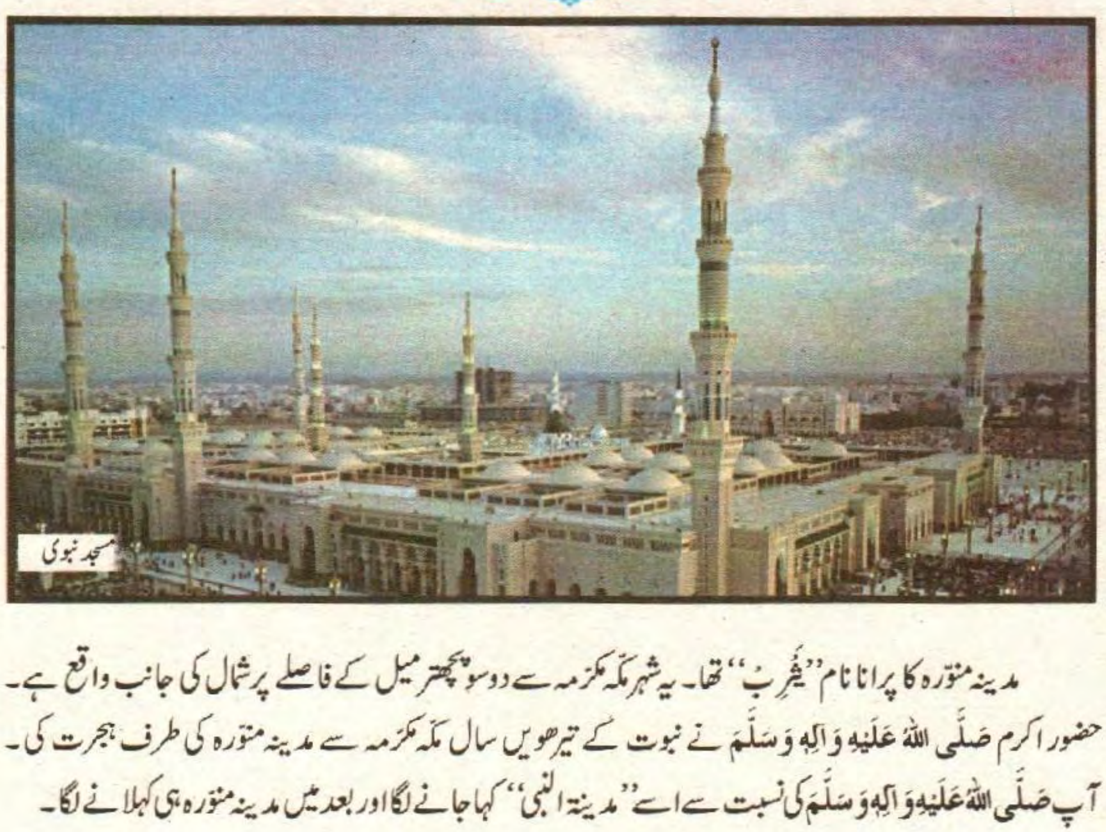

مسجد نبوی

مدینہ منورہ کا پرانا نام "یَثْرِبْ" تھا۔ یہ شہر مکّہ مکرمہ سے دوسو پچھتر میل کے فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے۔ حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے نبوت کے تیرھویں سال مکّہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نسبت سے اسے "مدینۃ النبی" کہا جانے لگا اور بعد میں مدینہ منورہ ہی کہلانے لگا۔

اسبابِ ہجرت

حضورا کرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو مکّہ مکرّمہ سے بڑی محبت تھی کیونکہ یہ نہ صرف آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کا آبائی وطن تھا بلکہ یہاں بیت اللہ بھی تھا۔ اس کو چھوڑنے کے چند اسباب یہ ہیں:

- ہجرتِ مدینہ کا بڑا سبب قریش کی ضد اور اسلام دشمنی تھی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ انہیں تیرہ سال تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے لیکن انہوں نے اسے قبول نہ کیا۔ اسی دوران مدینہ منورہ کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور انہوں نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔
- ہجرتِ مدینہ کا ایک اور سبب، ہجرتِ حبشہ کا حوصلہ افزا واقعہ بھی تھا کہ جس طرح وہاں مسلمان امن اور سکون سے رہنے لگے تھے، ایسے ہی اس ہجرت کے بھی اچھے نتائج نکلنے کی امید تھی۔
- اس ہجرت کا ایک فوری سبب یہ تھا کہ کفارِ مکہ نے حضورا کرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا۔ انہوں نے حضورا کرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کو مکّہ مکرّمہ سے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں۔ انہیں فرمایا کہ میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور لوگوں کی امانتیں لوٹا کر مدینہ منوّرہ آجانا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ حضورا کرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ انہیں سفرِ ہجرت میں اپنے ساتھ لیا اور مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

غارِ ثور میں قیام

رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ غارِ ثور میں تشریف لائے۔ تین دن یہاں قیام فرمایا۔ اس دوران ایک مکڑی نے غار کے منہ پر جالا بُن دیا۔ ایک کبوتری نے وہاں گھونسلہ بنا کر انڈے بھی دے دیے۔ یہ ایک خدائی اہتمام تھا، جو حضورا کرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کے لیے کیا گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام آپؐ کے پاس بکریوں کا دودھ پہنچاتے تھے اور آپؐ کی

بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پہنچاتیں۔

تین دن غار میں قیام کے بعد آپؐ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش نے آپؐ کو پکڑ کر لانے والے کو سو سرخ اونٹ انعام میں دینے کا اعلان کیا۔ لوگ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ کی تلاش میں تھے۔ سراقہ بن مالک نے آپؐ کو دیکھ لیا۔ وہ آپؐ کو (نعوذ باللہ) گرفتار کرنے کے ارادے سے آپؐ کے قریب آیا۔ اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری مرتبہ اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس نے آپؐ سے معافی مانگی۔ آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت فرمائی اور آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ خیریت سے مدینہ منوّرہ کے قریب ایک بستی قبا میں پہنچ گئے۔ یہاں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ نے چودہ دن قیام فرمایا۔ یہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے ''مسجدِ قُبا'' کہا جاتا ہے۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے۔

(مسجد قبا)

مدینہ میں تشریف آوری

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے۔ لوگ بڑی شدت سے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ کا پُرجوش استقبال کیا۔ بچیوں نے خوشی سے نعتیہ اشعار پڑھے۔ مدینہ منوّرہ کے مسلمانوں نے ہجرت کر کے آنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کی۔ اس لیے انہیں ''اَنصار'' کہا جاتا ہے اور ہجرت کر کے آنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ''مُہاجرین'' کہا جاتا ہے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف مدینہ منوّرہ اور مکّہ مکرّمہ میں کتنا فاصلہ ہے؟

ب ہجرتِ مدینہ کا ایک بڑا سبب بیان کریں۔

ج غارِ ثور میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے کتنے دن قیام فرمایا؟

د اسلام کی پہلی مسجد کون سی ہے؟

ہ سراقہ بن مالک کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف مدینہ منوّرہ مکّہ مکرّمہ سے .... کے فاصلے پر شمال کی جانب واقع ہے۔

ب سفرِ ہجرت میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے ساتھ حضرت .... بھی تھے۔

ج مکّہ مکرّمہ حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کا آبائی .... تھا۔

د ہجرت کرنے والے صحابہ کو .... کہا جاتا ہے۔

ہ مدینہ منوّرہ کے قریب .... کی بستی تھی۔

3 درست جواب پر (✓) کا نشان اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
الف حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے نبوّت کے پانچویں سال مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی۔		
ب ہجرت کی رات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے امانتیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیں۔		
ج غارِ ثور میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پہنچاتیں۔		
د ہجرت کر کے آنے والوں کو انصار کہا جاتا ہے۔		
ہ مدینہ منوّرہ، مکّہ مکرّمہ سے شمال کی جانب واقع ہے۔		

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	مدینہ منورہ کا پرانا نام	قبا میں چودہ دن قیام فرمایا۔
ب	مسجد قبا اسلام کی	اپنے مسلمان بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کی۔
ج	آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ نے	یثرب تھا۔
د	مدینہ کے مسلمانوں نے ہجرت کر کے آنے والے	مہاجرین کہا جاتا ہے۔
ہ	ہجرت کر کے آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو	پہلی مسجد ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ: طلبہ مسجدِ نبوی کی تصویر اپنی کاپی پر چسپاں کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام: طلبہ کو ہجرت کے واقعات تفصیل سے بتائیں۔

باب چہارم

اخلاق و آداب

تعارف

اس باب کے تحت آنے والے اسباق میں ان اخلاقی خصوصیات کا احاطہ کیا گیا ہے جو دنیا اور آخرت میں ہمارے لیے کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں:

ایمان داری سب سے بڑی خوبی ہے جو ہمارے وقار میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔ معاشرے میں باعزت مقام حاصل کرنے کے لیے انسان کو ہر معاملے میں ایمان دار ہونا چاہئے۔ ایمان دار آدمی سادگی پسند ہوتا ہے۔ چونکہ وہ حلال اور حرام میں تمیز رکھتا ہے اس لیے وہ نمود و نمائش کی زندگی سے دور رہتا ہے۔ وہ سادہ طرزِ زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسا انسان نرم دل اور خدا ترس ہوتا ہے۔ وہ خدا کی مخلوق کی خدمت کو باعث فخر سمجھتا ہے۔ خدمتِ خلق سے اسے دل کا اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ وہ جب لوگوں سے ملتا ہے یا کسی مجلس میں شامل ہوتا ہے تو نہایت انکساری کا اظہار کرتا ہے۔ غرور و تکبر سے دور رہتا ہے۔ اٹھنے بیٹھنے اور میل جول میں اس کا رویہ باوقار ہوتا ہے۔ ایسا شخص نہ صرف وقت کی قدر کرتا ہے بلکہ پابندیٔ وقت سے اپنی زندگی میں ایک نظم برقرار رکھتا ہے۔ وہ نہ صرف اپنے وطن سے محبت کرتا ہے بلکہ اپنے ہم وطنوں سے محبت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ ان تمام خوبیوں کا حامل شخص ایک کامیاب اور مطمئن زندگی بسر کرتا ہے۔

1 ایمان داری

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ایمان داری کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- ایمان داری کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کر سکیں۔
- ایمان داری کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں افادیت بیان کر سکیں۔

ایمان داری کا لفظی معنی دیانت داری ہے۔ ایمان داری کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی انسان کا کوئی حق، مال یا کوئی چیز دوسرے کے ذِمے ہو تو وہ اسے پورا پورا ادا کر دے۔ مثلاً ایک انسان کے پاس کسی نے روپیہ پیسہ امانت رکھ دیا، اسے پورا پورا واپس کرنا بھی ایمان داری ہے۔ اسی طرح اگر ایک انسان سے کسی دوسرے نے کوئی راز کی بات کہی تو اس بات کو دوسروں پر ظاہر نہ کرنا، تاکہ اس کا راز راز ہی رہے، یہ بھی ایمان داری ہے۔ مشورہ طلب ہونے پر صحیح مشورہ دینا بھی ایمان داری میں شامل ہے۔ اگر کوئی انسان کسی جگہ ملازمت کرتا ہے تو اس کا اپنے فرض کو پوری ذِمہ داری سے ادا کرنا بھی ایمان داری ہے۔

ایمان داری کی فضیلت

قرآن مجید اور سنّت نبویؐ میں ایمان داری کی بہت تاکید کی گئی ہے اور مسلمانوں کو اپنے سب کام ایمان داری سے انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو۔ (سورۃ النسآء:58)

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ایمان داری کی بہت زیادہ تاکید کی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَۃَ لَہٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہٗ۔

ترجمہ: جس میں امانت نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو وعدے کی پابندی نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پوری زندگی مکمل ایمان داری کی بہترین مثال ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے کاروبار اور لین دین میں ایمان داری کی بہترین مثالیں قائم کیں مکہ والوں نے آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو امین کا لقب دے رکھا تھا اور کافر بھی اپنی امانتیں آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس رکھواتے تھے۔ جب آپؐ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم ہوا تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت کی کہ لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کرکے مدینہ منورہ آجانا۔

ایمان داری کے فائدے اور اہمیت

- ایمان دار انسان کی ہر کوئی عزت کرتا ہے۔
- ایمان دار انسان پر ہر کوئی اعتماد کرتا ہے۔
- ایمان دار انسان کو ہر کوئی مشورہ کرنے کے لیے ترجیح دیتا ہے۔
- ایمان دار انسان کا دل مطمئن ہوتا ہے اور اسے کہیں پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔
- ایمان دار انسان اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرتا ہے۔
- ایمان دار انسان کاروبار میں نہ تو لالچ کرتا ہے، نہ ہی نقصان پر مایوس ہوتا ہے۔
- ایمان دار انسان لین دین میں کبھی دھوکہ نہیں کرتا۔
- ایمان دار انسان کسی کی حق تلفی نہیں کرتا۔

پرسکون، مطمئن اور کامیاب زندگی گزارنے کے لیے ہمیں بھی گھر اور باہر، ہر معاملے میں ایمان داری اختیار کرنی چاہئے۔ اس طرح ہم آخرت میں بھی کامیابی حاصل کرسکیں گے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف ایمان داری کا لفظی معنی کیا ہے؟

ب ایمان داری کا مفہوم کیا ہے؟

ج ملازمت اور ایمان داری کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

د ایمان داری کے متعلق کسی ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔
ہ ایمان داری کی فضیلت پر ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف مشورہ طلب ہونے پر صحیح مشورہ دینا بھی .... میں شامل ہے۔
ب قرآن مجید اور سنّت نبوی میں ایمان داری کی بہت .... کی گئی ہے۔
ج جس میں امانت نہیں اس کا کوئی .... نہیں۔
د مکّہ والوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو .... کا لقب دے رکھا تھا۔
ہ جو وعدے کی پابندی نہیں کرتا اس کا کوئی .... نہیں۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	ایمان داری کا لفظی معنی	ان کے حوالے کر دیا کرو۔
ب	جو وعدے کی پابندی نہیں کرتا	دیانت داری ہے۔
ج	مکّہ والوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو	اس کا کوئی ایمان نہیں۔
د	جس میں امانت نہیں	"امین" کا لقب دے رکھا تھا۔
ہ	خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں	اس کا کوئی دین نہیں۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ اپنی ایمان داری کا کوئی واقعہ اپنی نوٹ بک میں تحریر کریں اور اپنے ساتھیوں کو بھی سنائیں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ کو سمجھائیں کہ ایمان داری سے ملک اور قوم کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔

2 سادگی

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- سادگی کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- اسوۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی روشنی میں سادگی کی اہمیت بیان کر سکیں۔
- صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی سیرت سے سادگی کی مثالیں بیان کر سکیں۔
- طلبہ اپنی زندگیوں میں سادگی کو فروغ دے سکیں۔

سادگی سے مراد یہ ہے کہ ایسی زندگی بسر کی جائے جس میں نہ فضول خرچی سے کام لیا جائے اور نہ ہی کنجوسی سے۔ مومن بندوں کی خوبیوں میں سے ایک اہم خوبی سادگی ہے۔ چونکہ ایک مومن کے لیے دنیا کی بجائے آخرت کی زندگی زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اس لیے وہ دنیا میں اپنے کھانے، پینے، پہننے، رہنے اور دوسری ضروریات کے لیے صرف اتنی چیزیں اپنے پاس رکھتا ہے جو انتہائی ضروری ہوں۔ اس طرح زندگی گزارنے کو "سادگی" کہتے ہیں۔

سادگی اور اسوۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی پوری زندگی سادگی کا بہترین نمونہ تھی۔ جب فتوحات کے ذریعے سے مسلمانوں کے پاس مال و دولت کے خزانے آرہے تھے، اس وقت بھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے لباس، کھانے پینے اور ہر چیز میں سادگی کو اختیار کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ ان چھنے آٹے کی روٹی کھاتے تھے۔ کبھی صرف چند گھونٹ دودھ اور چند کھجوریں کھا کر ہی گزارہ کر لیتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے ٹیک لگا کر کھانے پینے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں ایک طرح سے تکبر پایا جاتا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے اپنی امت کو ہمیشہ سادگی اپنانے کی تاکید فرمائی۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا۔ ''کوئی مہمان کے لیے اپنی قدرت سے زیادہ خرچ نہ کرے''۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے سادگی ترک کر کے اپنی حیثیت سے بڑھ کر خرچ کرنے اور ریاکاری اختیار کرنے کو اہل دوزخ کی علامت بتایا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے فرمایا: کیا میں تمھیں اہل دوزخ کی نشانیاں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: وہ جھوٹ بولنے والے، اللہ کی رحمت سے مایوس ہونے والے اور تکلف کرنے والے ہیں''۔

رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کا فرمان ہے: ''ریشم کے کپڑے نہ پہنو۔ سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ کھاؤ۔''

سادگی اور اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ موٹا لباس پہنتے لیکن وہ صاف ستھرا ہوتا۔ گھر میں رہن سہن کا سامان بالکل معمولی اور صرف ضرورت کی اشیاء پر مشتمل تھا۔ خلیفہ ہونے کے باوجود آپؓ کی رہائش اسی کچے مکان میں رہی جس میں آپؓ پہلے رہائش پذیر تھے۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سادگی کا عالم یہ تھا کہ اتنی بڑی مملکت کا فرمانروا ہونے کے باوجود آپؓ نے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ موٹے کپڑوں کا لباس پہنتے اور اس میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے۔ جب آپؓ کسی کو کسی صوبے کا گورنر مقرر کرتے تو اسے خصوصی طور پر یہ تاکید کرتے کہ عیش و عشرت میں نہ پڑنا۔ ریشمی اور باریک کپڑا ہرگز نہ پہننا۔
- حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ مال و دولت سے بھی نوازا تھا۔ خلیفہ ہونے کے باوجود آپؓ نے کبھی امیرانہ زندگی بسر نہیں کی۔ ہمیشہ سادہ لباس استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی سادگی کا حکم دیتے تھے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی انتہائی سادگی سے زندگی بسر کی۔ جب آپؓ کوفہ میں تشریف لائے تو لوگوں نے ایک عالیشان محل میں آپؓ کی رہائش کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ لیکن آپؓ نے پسند نہ فرمایا اور کھلے میدان میں رہائش اختیار کی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود چکی پیس کر کھانا تیار کرتی تھیں۔ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر

کا سارا کام کاج خود کرتی تھیں۔

سادگی اپنانے والی قوم ترقی کرتی ہے اور جب کوئی قوم سادگی چھوڑ دیتی ہے اور وہ رہن سہن، رسم و رواج، کھانے پینے، خوشی اور غم کے موقع پر فضول خرچی اور تکلّف کی عادت اپنا لیتی ہے تو پھر وہ بہت سی اخلاقی بُرائیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسلامی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ہمیں ہر جگہ سادگی کو اختیار کرنا چاہیے تاکہ ہم ایک مضبوط قوم بنیں اور ہمارا ملک پاکستان مستحکم ملک بن جائے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف سادگی سے کیا مراد ہے؟

ب نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کیسی زندگی بسر کرتے تھے؟

ج حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے سادگی کی چند مثالیں بیان کریں۔

د قوموں کی ترقی میں سادگی کا کیا کردار ہے؟

ہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے سادگی کی چند مثالیں بیان کریں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ .... آٹے کی روٹی کھاتے تھے۔

ب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے سونے اور .... کے برتنوں میں کھانے پینے سے منع فرمایا۔

ج آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کا فرمان ہے: .... کے کپڑے نہ پہنو۔

د آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے .... لگا کر کھانے پینے سے منع فرمایا۔

ہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود .... پیس کر کھانا تیار کرتی تھیں۔

NOT FOR SALE (PESRP) NOT FOR SALE (PESRP)

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّمَ کی پوری زندگی	سارا کام کاج خود کرتی تھیں۔
ب	حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موٹا لباس پہنتے	کئی کئی پیوند لگے ہوتے۔
ج	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں میں	سادگی کا بہترین نمونہ تھی۔
د	حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر کا	ترقی کرتی ہے۔
ہ	سادگی اپنانے والی قوم	لیکن وہ صاف ستھرا ہوتا۔

سرگرمی برائے طلبہ: طلبہ اپنی کاپی پر اپنی سادگی کے دو واقعات لکھیں۔

راہنمائی برائے اساتذہ کرام: مختلف اقوام اور ممالک کی مثالوں سے طلبہ کو سمجھائیں کہ انہوں نے سادگی کو اپنا کر کس طرح ترقی کی ہے۔

3 خدمتِ خَلق

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- خدمتِ خلق کے معنی و مفہوم کو بیان کر سکیں۔
- اسوۂ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی روشنی میں خدمتِ خلق کی اہمیت واضح کر سکیں۔
- صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی حیات سے خدمتِ خلق کی مثالیں بیان کر سکیں۔
- خدمتِ خلق کی مختلف صورتوں کے بارے آگاہی حاصل کر کے عملی زندگی میں ان کا اطلاق کر سکیں۔

خدمتِ خلق سے مراد یہ ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مخلوق کی خدمت کی جائے۔ مخلوق میں صرف انسان ہی شامل نہیں بلکہ اس میں چرند پرند سب شامل ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خدمتِ خلق کی بہت تاکید کی ہے۔ ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کا ذکر یوں فرماتا ہے:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا۝ (سورۃ الدہر: 8)

ترجمہ: اور باوجود یہ کہ اُن کو خود طعام کی خواہش ہے۔ (اللہ کی محبت میں) مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھلاتے ہیں۔

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے خدمتِ خلق کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے پسندیدہ شخص قرار دیا ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں:

"ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ سے اچھا سلوک کرتا ہے۔"

خدمتِ خلق اور اسوۂ حسنہ

حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی پوری زندگی خدمتِ خلق کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

نے ہر موقع پر اپنی ذات پر لوگوں کے فائدہ کو ترجیح دی۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ ہمیشہ لوگوں کی بہتری کے کام کرتے۔ غریبوں اور فقیروں کی مدد کرتے۔ کسی سائل کو کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ ایک خوبصورت جبہ پہن کر گھر سے باہر تشریف لائے۔ ایک بدو نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ جبہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپؐ کبھی بھی مانگنے والوں کو خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹاتے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے وہ جبہ اتار کر اس بدو کو دے دیا، حالانکہ وہ آپ کو بہت ہی پسند تھا۔

نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ان کی بکریوں کا دودھ دوہنے تشریف لے جاتے تھے کیونکہ ان کے گھر دودھ دوہنے والا کوئی نہ تھا۔

جب طائف کا وفد آیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور خود ان کی خدمت کی۔ حالانکہ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو پتھر مارے تھے اور تکلیف پہنچائی تھی۔

خدمتِ خلق اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی خدمتِ خلق کی بہترین مثالیں پیش کیں:

- حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بننے سے پہلے محلے والوں کی بکریوں کا دودھ دوہا کرتے تھے۔ جب آپؓ خلیفہ بنے تو ایک لڑکی کہنے لگی: اب ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا؟ آپؓ نے فرمایا: میں ہی دوہا کروں گا۔
- حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہدین کی طرف سے آنے والے خط خود ان کے گھروں میں تقسیم کیا کرتے تھے اور اکثر ان کے جواب بھی لکھ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ رات کو گشت کر رہے تھے کہ ایک خیمے سے بچوں کے رونے کی آواز آئی۔ معلوم ہوا کہ یہ بچے کئی دنوں سے بھوکے ہیں اور گھر میں کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں۔ آپؓ واپس تشریف لائے۔ بیت المال سے کھانے پینے کا سامان اٹھایا اور چل دیے۔ آپؓ کے غلام نے عرض کیا کہ میں اٹھا لیتا ہوں۔ آپؓ نے جواب میں فرمایا: قیامت کے دن میرا بوجھ کیا تم اٹھاؤ گے؟ آپؓ اس خیمے میں پہنچے۔ اپنے سامنے کھانا تیار کروایا اور

بچوں کو کھلایا۔

- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے شمار غلاموں کو آزاد کیا اور مدینہ منورہ میں ایک کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اس کنویں کو "بئرِ عثمانؓ" کہا جاتا ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر آنے والا کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ ایک بار مسلسل تین دن افطاری کا کھانا محتاجوں کو دے کر خود پانی سے روزہ افطار کرتے رہے۔

خدمتِ خلق اور اولیائے کرامؒ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز ایک فقیر کو دیکھا کہ پریشان ایک کونے میں بیٹھا ہوا ہے۔ آپؒ نے پوچھا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہنے لگا میں دریا کے کنارے گیا تھا۔ ملاح کو دینے کے لیے میرے پاس پیسے نہیں تھے، اس نے مجھے دوسری طرف لے جانے سے انکار کر دیا ہے۔ ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور اس نے تیس دینار کی ایک تھیلی آپؒ کی خدمت میں پیش کی۔ آپؒ نے وہ تھیلی اسی وقت اس فقیر کو دے دی۔

خدمتِ خلق کی صورتیں

خدمتِ خلق کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً:

- مسجد یا ہسپتال بنانا
- محتاجوں کی مدد کرنا
- بیمار کی عیادت کرنا
- یتیموں کی کفالت کرنا
- پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنا
- آفت زدہ لوگوں کی مدد کرنا
- مہمان نوازی کرنا

ہمیں چاہیے کہ خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں، تا کہ ہم اچھے مسلمان اور اچھے شہری ثابت ہو سکیں۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف خدمتِ خلق سے کیا مراد ہے؟

ب کیا خدمتِ خلق کا دائرہ صرف انسانوں تک محدود ہے؟

ج رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے خدمتِ خلق کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسا شخص قرار دیا؟

د حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے خدمت خلق کی کوئی ایک مثال دیں۔

ہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی سے خدمتِ خلق کی کوئی ایک مثال دیں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کی پوری زندگی .... کا بہترین نمونہ ہے۔

ب ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا .... ہے۔

ج آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ حضرت .... کے گھر ان کی بکریوں کا دودھ دوہنے تشریف لے جاتے تھے۔

د حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے .... میں ایک کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

ہ ہسپتال بنانا بھی .... میں شامل ہے۔

3 درست جملوں کے سامنے (✓) کا نشان اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
الف خدمتِ خلق سے مراد صرف انسانوں کی خدمت ہے۔		
ب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خدمتِ خلق کی بہت تاکید کی ہے۔		

ج ہسپتال بنانا بھی خدمتِ خلق کی ہی ایک صورت ہے۔

د رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ نے طائف کے وفد کو کھلے میدان میں ٹھہرایا۔

ہ بیمار کی عیادت کرنا اور مہمان نوازی کرنا خدمتِ خلق میں شامل نہیں ہیں۔

4 کالم ''الف'' کو کالم ''ب'' سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خدمتِ خلق کی	بلکہ اس میں چرند پرند سب شامل ہیں۔
ب	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا:	خدمتِ خلق کا بہترین نمونہ ہے۔
ج	حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کی پوری زندگی	قیامت کے دن میرا بوجھ کیا تم اٹھاؤ گے؟
د	حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تعالیٰ خلیفہ بننے سے پہلے	بہت تاکید کی ہے۔
ہ	مخلوق میں صرف انسان ہی شامل نہیں	محلے والوں کی بکریاں دوہا کرتے تھے۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ جیب خرچ سے پیسے بچا کر تحفے خریدیں اور کسی قریبی ہسپتال میں جا کر زیرِ علاج بچوں میں تقسیم کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام طلبہ پر خدمتِ خلق کی متعدد صورتیں واضح کریں اور انہیں بتائیں کہ وہ کن طریقوں سے خدمتِ خلق کر سکتے ہیں۔

4 آدابِ مجلس

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- مجلس کے معنی و مفہوم بیان کر سکیں۔
- مجلس کے آداب کے بارے میں جان سکیں اور ان کو عملی طور پر اپنی مجالس میں لاگو کر سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں آدابِ مجلس کی اہمیت جان سکیں۔

مجلس کا لفظی معنی بیٹھنے کی جگہ ہے اور اس سے مراد وہ مقام ہے جہاں کچھ لوگ جمع ہو کر باہم گفت گو کریں۔

اسلام ایک ایسا دین ہے جو پوری زندگی میں انسان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ آدابِ مجلس کے متعلق اسلام ہمیں جو تعلیم دیتا ہے اس میں پہلی بات یہ ہے کہ مجلس میں اس طرح بیٹھنا چاہیے کہ دوسروں کا بھی خیال رکھا جائے اور ان کے لیے تنگی پیدا نہ کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: مومنو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل کر بیٹھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو کشادگی بخشے گا اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو۔ (سورۃ المجادلۃ: 11)

مجلس کے آداب:

- جب انسان مجلس میں آئے تو سلام کر کے بیٹھے لیکن اگر کوئی بات چیت جاری ہو تو خاموشی سے بیٹھ جائے۔
اگر مجلس میں کوئی اور شخص آئے تو سمٹ کر اس کے لیے کشادگی پیدا کرنی چاہیے تاکہ وہ بھی بیٹھ سکے۔
- جب انسان مجلس میں جائے تو اسے جہاں جگہ ملے، وہاں بیٹھ جانا چاہیے۔
- لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جانا ایک ناپسندیدہ طریقہ ہے۔
- مجلس میں بیٹھ کر سرگوشی کرنا بھی آدابِ مجلس کے خلاف ہے۔
- مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا اچھا طریقہ نہیں ہے۔ اس سے تکبر کا اظہار ہوتا ہے۔
- اگر مجلس میں سے کوئی شخص اٹھ کر جائے تو وہی اس جگہ پر دوبارہ بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہے۔
- اگر دو آدمی ایک دوسرے سے قریب بیٹھے ہوں تو ان کی اجازت کے بغیر ان کے درمیان نہیں بیٹھنا چاہیے۔
- اگر مجلس میں کوئی بات کہنی ہو تو صدرِ مجلس کی اجازت سے کہنی چاہیے۔
- مجلس میں گفتگو کے درمیان کسی کی بات نہیں کاٹنی چاہیے۔ اگر کوئی بات کرنا بہت ہی ضروری ہو تو بات کرنے والے سے اجازت لے کر بات کرنی چاہیے۔
- مجلس میں ایک شخص کو ہی بات کرنی چاہیے۔ اگر بہت سے لوگ اکٹھے بولنے کی کوشش کریں گے تو مجلس شور شرابے کی نذر ہو جائے گی۔
- آدمی ہمیشہ اچھی مجلس میں بیٹھے۔
- مجلس میں جو گفتگو ہو رہی ہو وہ اس میں شریک ہو جائے۔ جب رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جو بھی گفتگو ہو رہی ہوتی آپؐ اس میں شریک ہو جاتے۔
- نمایاں جگہ پہ بیٹھنے کی کوشش کرنا اچھا رویہ نہیں ہے۔ اگر اہل مجلس اصرار کریں کہ کوئی نمایاں جگہ پر بیٹھے تو اسے اہل مجلس کی بات ماننی چاہئے۔

NOT FOR SALE (PESRP) NOT FOR SALE (PESRP)

- اللہ تعالیٰ کا ذکر اور آخرت کی یاد ہر مجلس کا لازمی جزو ہونا چاہیے۔
- اہل ایمان کی ہر مجلس ایسی ہونی چاہیے جو اسلامی فکر کو ظاہر کرنے والی ہو۔
- مجلس اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر ختم نہ ہو ورنہ وہ مجلس قیامت کے دن حسرت اور افسوس کا ذریعہ بنے گی۔

ہمیں چاہیے کہ ہم کسی بھی مجلس میں شامل ہوتے وقت آداب مجلس کا پورا خیال رکھیں تا کہ دوسرے حاضرین کو ہماری طرف سے کسی شکایت کا موقع نہ ملے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف مجلس سے کیا مراد ہے؟

ب مجلس میں نئے شامل ہونے والے کو کہاں بیٹھنا چاہیے؟

ج مجلس میں کشادگی پیدا کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے؟

د مجلس کے کوئی سے دو آداب بیان کریں؟

ہ مجلس میں سرگوشی کرنا کیسا عمل ہے؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف مجلس کا لفظی معنی .... ہے۔

ب مجلس اللہ تعالیٰ کے .... کے بغیر ختم نہ ہو۔

ج لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے جانا ایک .... طریقہ ہے۔

د اگر مجلس میں کوئی بات کہنی ہو تو .... کی اجازت سے کہنی چاہیے۔

ہ مجلس میں گفتگو کے درمیان کسی کی بات نہیں .... چاہیے۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	مجلس سے مراد وہ مقام ہے جہاں	کوئی بات چیت جاری ہو تو خاموشی سے بیٹھ جائے۔
ب	جب انسان مجلس میں جائے تو اسے جہاں جگہ ملے،	اچھا طریقہ نہیں ہے۔
ج	مجلس میں آئے تو سلام کر کے بیٹھے لیکن اگر	تو مجلس شور شرابے کی نظر ہو جائے گی۔
د	اگر بہت سے لوگ اکٹھے بولنے کی کوشش کریں گے	کچھ لوگ جمع ہوں۔
ہ	مجلس میں کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا	وہاں بیٹھ جانا چاہیے۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ آدابِ مجلس پر ایک مذاکرہ کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام آدابِ مجلس کا ایک خاکہ طلبہ سے تیار کروائیں۔

5 وقت کی پابندی

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وقت کی پابندی کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- نظامِ کائنات کے حوالے سے وقت کی پابندی کی وضاحت کر سکیں۔
- اوقاتِ عبادات اور پابندیٔ وقت کے بارے میں جان سکیں۔
- وقت کی پابندی کا اطلاق روزمرہ زندگی میں کر سکیں۔

وقت ایک ایسی قیمتی چیز ہے جسے کھو جانے کے بعد دوبارہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ گزرے ہوئے وقت پر ہم صرف افسوس کر سکتے ہیں، اسے لوٹا نہیں سکتے۔ اس لیے ہمیں اپنے وقت کی پوری قدر کرنی چاہیے تاکہ بعد میں پچھتانا نہ پڑے۔ مومن کی شان وقت کی قدر کرنا اور فضول کاموں سے بچنا ہے۔ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: آدمی کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ فضول کام چھوڑ دے۔

وقت ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہے جس کا ایک لمحہ بھی ضائع کرنا اس امانت میں خیانت ہے۔ جو انسان اپنے وقت کو ضائع کر دیتا ہے، وقت اسے ضائع کر دیتا ہے۔ جو طالب علم پڑھنے کے وقت کو کھیل کود میں ضائع کر دے گا، اسے پوری زندگی ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یاد رہے کہ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔

وقت کی پابندی کا مفہوم

وقت کی پابندی سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کا جو وقت مقرر ہے ہمیں وہ کام اسی وقت میں کرنا چاہیے۔ جو کام آج کرنا ہے، اسے آج ہی کرنا چاہیے، اسے کل پہ ٹال دینا وقت کی پابندی کے اصول کے خلاف ہے۔ جو لوگ وقت کی پابندی نہیں کرتے، وہ اپنا اعتبار کھو دیتے ہیں اور کامیابی نہیں پا سکتے۔ وقت کی پابندی کرنے والا انسان ہمیشہ کامیاب رہتا ہے۔

کائنات اور پابندیٔ وقت

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو وقت کا پابند بنایا ہے۔ سورج اپنے مقررہ وقت پر طلوع ہوتا ہے۔ دن ختم ہونے کے بعد شام کو اپنے مقررہ وقت پر غروب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چاند بھی اپنے مقررہ وقت پر طلوع ہوتا ہے۔ موسم مقررہ اوقات پر ہی بدلتے ہیں۔ کائنات کا یہ نظام ہمیں وقت کی پابندی کا درس دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ (سورۃ الفرقان:62)

ترجمہ: اور وہی تو ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا یہ باتیں اس شخص کے لیے سوچنے اور سمجھنے کی ہیں جو غور کرنا چاہے یا شکر گزاری کا ارادہ کرے۔

عبادت اور پابندیٔ وقت

اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات میں وقت کی پابندی کا حکم دیا ہے۔ ہمیں نماز مقررہ وقت میں ہی ادا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ (سورۃ النساء: 103)

ترجمہ: بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے۔

فجر کی نماز سورج طلوع ہونے سے پہلے پڑھنی ہے۔ اگر سورج طلوع ہو گیا تو نماز کا وقت گزر گیا۔ روزے کے سحر و افطار کا وقت مقرر ہے۔ حج بھی مقررہ ایام میں ہی ادا کیا جاتا ہے۔ ہر عبادت ہم سے وقت کی پابندی کا تقاضا کرتی ہے۔ وقت کی پابندی نہ کرنے والا انسان ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔ ایک آدمی نے بس یا ہوائی جہاز کا ٹکٹ لیا، اگر وہ وقت

پر ائیر پورٹ یا اڈے پر نہیں پہنچتا تو اس کا ٹکٹ کسی کام نہیں آئے گا اور وہ اپنی منزل پر نہیں پہنچ سکے گا۔

ہمیں اس بات کو کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وقت کی پابندی کامیابی کا سب سے بڑا راز ہے۔ اس لیے ہمیں ہمیشہ وقت کی پابندی کا خیال رکھنا چاہیے۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف وقت کی پابندی سے کیا مراد ہے؟

ب وقت کی پابندی نہ کرنے کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟

ج وقت کا طالب علم کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

د کائنات کا یہ نظام ہمیں کس چیز کا درس دیتا ہے؟

ہ پابندی وقت کی اہمیت ایک آیت کے ترجمہ سے واضح کریں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف وقت کی پابندی کرنے والا انسان ہمیشہ .... رہتا ہے۔

ب یاد رہے کہ وقت کسی کا .... نہیں کرتا۔

ج ہر عبادت ہم سے وقت کی .... کا تقاضا کرتی ہے۔

د وقت ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے .... ہے۔

ہ روزے کے .... کا وقت مقرر ہے۔

3 درست جملوں کے سامنے (✓) کا نشان اور غلط کے سامنے (x) کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
الف وقت کی پابندی نہ کرنے والا انسان ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔		
ب ہمیں نماز مقررہ وقت میں ادا کرنی چاہیے۔		
ج ہم گزرے ہوئے وقت کو لوٹا سکتے ہیں۔		

د آج کا کام کل پہ ٹال دینا وقت کی پابندی کے اصول کے خلاف ہے۔

ہ جو وقت کو ضائع کرے، وقت اسے ضائع کر دیتا ہے۔

4 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	جو لوگ وقت کی پابندی نہیں کرتے وہ	اوقات مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے۔
ب	بے شک نماز کا مومنوں پر	کا تقاضا کرتی ہے۔
ج	اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو	اپنا اعتبار کھو دیتے ہیں۔
د	ہر عبادت ہم سے وقت کی پابندی	خیال رکھنا چاہیے۔
ہ	ہمیں ہمیشہ وقت کی پابندی کا	وقت کا پابند بنایا ہے۔

سرگرمی برائے طلبہ وقت کی پابندی کا عادی ہونے کے لیے اپنے پورے دن کی سرگرمیوں کا ایک ٹائم ٹیبل بنا کے اپنے کمرے میں آویزاں کریں اور اس کے مطابق ہر کام اس کے وقت پر کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام وقت کی پابندی کرنے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ ان میں پابندی وقت کا جذبہ پیدا ہو۔

6 وطن اور اہلِ وطن سے محبت

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- وطن اور وطنیت کا مفہوم بیان کر سکیں۔
- وطن کی محبت کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کر سکیں۔
- وطن کی محبت کے تقاضے بیان کر سکیں۔
- اہلِ وطن سے محبت کے تقاضے جان سکیں اور عملی طور پر وطن سے محبت کا مظاہرہ کر سکیں۔

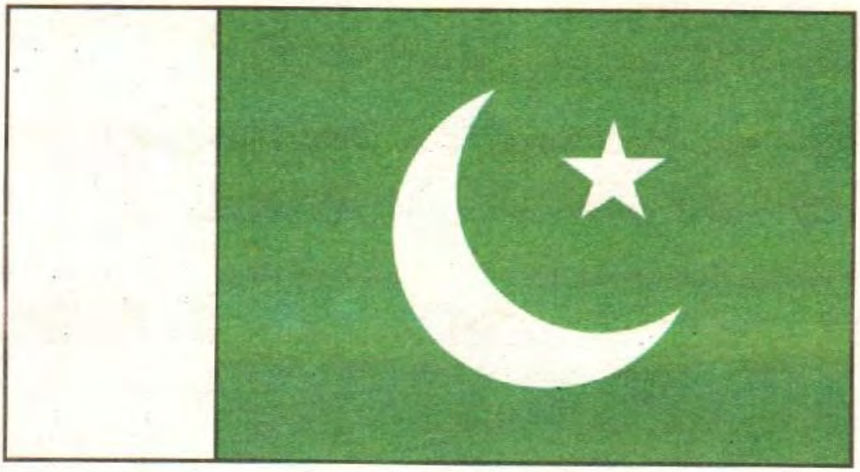

مفہوم

وطن سے مراد وہ ملک ہے جس میں آدمی رہتا ہے۔ اہلِ وطن سے مراد اس کے ملک میں بسنے والے دوسرے تمام لوگ ہیں۔ وطن اور اہلِ وطن کی محبت سے مراد یہ ہے کہ ایک انسان اپنے ملک سے بھی محبت کرے اور اپنے ملک کے رہنے والوں سے بھی۔

وطن اور اہلِ وطن سے محبت انسان کا ایک فطری عمل ہے کیونکہ انسان کو طبعی طور پر اس دیس سے محبت ہو جاتی ہے جس میں وہ پیدا ہوا، جوان ہوا اور جس ملک کے وسائل اس شخص کی بہتری اور تعلیم و تربیت پر خرچ کیے گئے۔

وطن کی محبت کے تقاضے

وطن کی محبت کے بہت سے تقاضے ہیں۔ ہمیں ہر حال میں انہیں پورا کرنا چاہیے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ایسا کوئی کام نہ کریں جو وطن کی سلامتی کے خلاف ہو اور اختلاف پیدا کرنے کا ذریعہ ہو۔ ہمیں اپنے وطن کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے امانت، دیانت اور شجاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ وطن کی محبت کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے ہمیں سوچنا چاہیے کہ یہ وطن ہمیں کتنی قربانیوں کے بعد ملا تھا۔ ہمیں اپنے ذاتی فائدے کو ملکی مفاد پر قربان کر دینا چاہیے۔

اگر ہم کسی دوسرے ملک میں بھی جائیں تو ہمیں ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے جس سے ہمارے ملک کی عزت میں کوئی فرق آئے۔ ہمیں مسلسل محنت کر کے اپنے پیارے وطن پاکستان کا نام روشن کرنا چاہیے۔ اگر کبھی اپنے وطن کی حفاظت میں ہمیں اپنی جان بھی قربان کرنی پڑے تو ہمیں اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے۔ وطن کی محبت کے بغیر شہر آباد نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اگر وطن کی محبت نہ ہو تو شہر برباد ہو جاتے ہیں اور وطن کی محبت سے ہی شہر آباد ہوتے ہیں۔

اہلِ وطن سے محبت کے تقاضے

وطن کی محبت کا ایک تقاضا اہلِ وطن سے محبت ہے۔ ویسے تو اسلام ہمیں ہر انسان سے محبت کا درس دیتا ہے لیکن اپنے ہم وطنوں سے خصوصی طور پر محبت سے پیش آنا چاہیے۔ ہمیں ان کی بہتری اور فائدے کے لیے کام کرنا چاہیے۔ سب پاکستانی بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سندھ کا رہنے والا ہو یا بلوچستان کا، پنجاب کا رہنے والا ہو یا خیبر پختونخواہ کا، کشمیر کا رہنے والا ہو یا گلگت بلتستان کا، ہمیں صرف پاکستانی ہونے کے ناطے ایک دوسرے سے محبت سے پیش آنا چاہیے۔ پاکستان میں رہنے والے تمام لوگ چاہے وہ کوئی بھی زبان بولتے ہوں اور کسی علاقے کے رہنے والے ہوں، سب ہم وطن اور ہمارے بھائی ہیں

ہمیں محنت اور جدو جہد کرنی چاہیے تا کہ ہم سب اپنے پیارے وطن پاکستان کا نام روشن کرسکیں۔اہلِ وطن سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم کسی سے دھوکا نہ کریں، کسی کا حق نہ ماریں اور کسی کے ساتھ زیادتی نہ کریں۔اگر ہم اپنے اہلِ وطن سے محبت کریں گے تو پھر ہی ہمارا وطن ترقی کرے گا۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف وطن سے کیا مراد ہے؟

ب اہلِ وطن سے کون لوگ مراد ہیں؟

ج وطن سے محبت کے دو تقاضے بیان کریں۔

د وطن کی محبت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا فرمان ہے؟

ہ اہلِ وطن سے محبت کے دو تقاضے بیان کریں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف وطن اور اہلِ وطن سے محبت انسان کا ایک .... عمل ہے۔

ب وطن کی محبت سے ہی شہر .... ہوتے ہیں۔

ج وطن کی محبت کے بہت سے .... ہیں۔

د ہمیں محنت اور جدو جہد کرنی چاہئے تا کہ ہم سب پاکستان کا نام .... کرسکیں۔

ہ اگر وطن کی محبت نہ ہوتو .... برباد ہو جاتے ہیں۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	اسلام ہمیں ہر انسان سے	کسی سے دھوکہ نہ کریں، کسی کا حق نہ ماریں۔
ب	وطن کی محبت کے	ایک فطری عمل ہے۔
ج	ہمیں اپنے وطن کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے	محبت کا درس دیتا ہے۔
د	اہلِ وطن سے محبت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم	تو پھر ہی ہمارا ملک ترقی کرے گا۔
ہ	اگر ہم اپنے اہلِ وطن سے محبت کریں گے	امانت، دیانت اور شجاعت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

سرگرمی برائے طلبہ تمام طلبہ پاکستان کا نقشہ اپنی کاپی پر چسپاں کریں اور پاکستان کے مختلف صوبوں کی پہچان کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام نقشے کی مدد سے طلبہ کو پاکستان کے مختلف علاقے اور ان کا محلِ وقوع سمجھائیں۔

باب پنجم

ہدایت کے سرچشمے / مشاہیرِ اسلام

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے اپنی برگزیدہ ہستیوں کو منتخب کیا۔ جن کو انبیاء کرام علیہم السلام کہتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر نبی تھے۔ آپ علیہ السلام قریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل مصر میں پیدا ہوئے۔ آپ علیہ السلام کے خاندان کا نام بنی اسرائیل تھا۔ اس وقت کے بادشاہ کا نام فرعون تھا جو کہ اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا۔ اس نے بنی اسرائیل کو غلام بنا کر رکھا ہوا تھا۔ وہ بنی اسرائیل پر بے انتہا ظلم و تشدد کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے نوازا اور آپ علیہ السلام کو دو بڑے معجزات عطا کئے۔ آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تا کہ اسے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں اور بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی اور اس کے ظلم سے نجات دلائیں۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا کردار بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے پیارے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریش کے بہت ہی بہادر سردار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلانِ نبوّت کے چھٹے سال اسلام قبول کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام سے مسلمانوں کو بے انتہا طاقت ملی جس کی وجہ سے اسلام تیزی سے پھیلنے لگا۔

1 حضرت موسیٰ علیہ السلام

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تعارف بیان کر سکیں۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی وضاحت کر سکیں۔
- فرعون کے انجام سے سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات یعنی احکامِ عشریہ سے روشناس ہو سکیں۔

ابتدائی حالات

حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر ہیں جو بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے۔ آپ علیہ السلام کا لقب ''کلیم اللہ'' ہے۔ آپ علیہ السلام کے والد کا نام عمران تھا۔ آپ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے۔ مصر کے بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ فرعون کو نجومیوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو اس کی بربادی کا سبب بنے گا۔ اس لیے وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرا دیتا تھا اور لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ بچے کو صندوق میں بند کر کے دریا میں بہا دیں تو اللہ تعالیٰ خود بچے کی حفاظت کا انتظام فرمائے گا اور بچے کو ماں کی طرف لوٹا دے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا۔ صندوق تیرتے ہوئے فرعون کے محل کے قریب پہنچ گیا۔ فرعون کی بیوی آسیہ نے ایک صندوق کو دریا میں تیرتے دیکھا تو اس نے نوکر بھیج کر صندوق منگوا لیا۔ جب انھوں نے صندوق کھولا تو اُس میں ایک انتہائی خوبصورت بچہ دیکھ کر وہ بڑی خوش ہوئی۔ اس نے بچے کو اپنے بیٹے کے طور پر پالنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے محل میں ہی پرورش پانے لگے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہیں جوان ہوئے۔ آپ علیہ السلام کا تعلق بنی اسرائیل سے تھا۔ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک فرعونی کے ساتھ شدید جھگڑا ہو گیا۔ فرعون نے آپ علیہ السلام کو گرفتار کر کے سخت سزا دینے کا فیصلہ کر لیا اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے مصر سے مدین ہجرت کر گئے مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام نے آپ علیہ السلام کو اپنے ہاں رکھا

اور بعد میں اپنی بیٹی کی آپ علیہ السلام سے شادی کر دی، تقریباً دس برس وہاں رہنے کے بعد جب آپ علیہ السلام اپنی اہلیہ کے ساتھ واپس اپنے وطن آ رہے تھے تو راستے میں اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر اپنا کلام نازل فرمایا اور آپ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف دعوت دینے کے لیے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام سے فرمایا:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۚ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى (سورۃ طٰہٰ:44-43)

ترجمہ: دونوں فرعون کے پاس جاؤ کیوں کہ وہ سرکش ہو رہا ہے اور اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ غور کرے یا ڈر جائے۔

معجزات

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بڑے معجزات عطا فرمائے جو آپؑ کو نہ ماننے والوں پر آپؑ کی سچائی ثابت کرنے کے لیے کافی تھے۔ ایک یہ کہ جب آپؑ اپنی لاٹھی پھینکتے تو وہ بہت بڑا سانپ بن جاتا تھا اور دوسرا جب آپؑ اپنا ہاتھ اپنی بغل سے لگا کر اپنے گریبان سے نکالتے تو وہ روشن ہو جاتا تھا۔ جب آپؑ نے فرعون کو اللہ کا پیغام پہنچایا تو اس نے آپؑ کو جادوگر سمجھا اور اس نے تمام ملک سے جادوگر اکٹھے کر کے آپؑ سے مقابلہ کا منصوبہ بنایا مگر جادوگروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ آپؑ ایک دن ہمارے ساتھ مقابلے کا وقت مقرر کر لیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعونیوں کے ایک تہوار کا دن مقرر کیا تاکہ لوگ بڑی تعداد میں جمع ہو کر حق و باطل کا مشاہدہ کر سکیں۔ مقررہ وقت پر جادوگروں نے حضرت موسیٰؑ کے کہنے پر پہل کی۔ انہوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں میدان میں پھینکیں۔ یہ لوگوں کو سانپوں کی طرح بھاگتی نظر آئیں۔ سب خوف زدہ ہو گئے۔ اس پر جادوگروں نے کہا:

فرعون کی عزت کی قسم! ہم یقیناً غالب رہیں گے۔ (سورۃ الشعراء:44)

حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا میدان میں پھینکا تو اس نے ایک زبردست اژدھے کی شکل اختیار کر لی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اژدھا جادوگروں کے تمام سانپ نگل گیا۔ جادوگر مقابلہ میں عاجز آ گئے۔ یہ معجزہ دیکھ کر انہوں نے جادو سے توبہ کی اور آپؑ پر ایمان لے آئے۔

فرعون کا انجام

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نکال کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں بحر احمر

آ گیا۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنا عصا اس میں مارا تو دریا میں راستہ بن گیا۔ فرعون بھی اپنی فوج کے ساتھ بنی اسرائیل کے تعاقب میں آ رہا تھا۔ جب وہ دریا پر پہنچا اور اس میں راستہ بنا ہوا دیکھا تو وہ بھی بلا جھجک اپنے لشکر سمیت دریا میں داخل ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت دریا سے گزر گئے۔ مگر فرعون اپنے لشکر سمیت دریا میں غرق ہو گیا۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر بلایا اور آپ علیہ السلام کو تورات عطا فرمائی۔ قرآن مجید میں آپ علیہ السلام کا ذکر متعدد بار آیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ اکثر آپ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا ذکر بھی آیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے انتہائی جرأت سے حق کا پیغام پہنچایا اور اپنی قوم کو اس کی غلامی سے نجات دلائی۔

تعلیمات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے دس احکام پہنچائے۔ انہیں احکامِ عشرہ کہتے ہیں:

1 شرک نہ کرو۔ 2 چوری نہ کرو۔ 3 زنا نہ کرو۔ 4 ناحق خون مت کرو۔ 5 جادو نہ کرو۔
6 سود مت کھاؤ 7 بے گناہ کو مت پکڑو 8 عفیف عورتوں پر تہمت نہ لگاؤ 9 جہاد سے مت بھاگو
10 سبت کے دن حد سے نہ گزرو۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ابتدائی تعارف بیان کریں۔

ب نجومیوں نے فرعون کو کیا بتایا؟

ج حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات بیان کریں۔

د حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کہاں ہوئی؟

ہ فرعون کا انجام کیا ہوا؟

2 خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حضرت موسیٰ علیہ السلام .... میں پیدا ہوئے۔

(ب) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر بلایا اور .... عطا فرمائی۔

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا نام .... تھا۔

(د) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب .... ہے۔

(ہ) مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت .... نے اپنے ہاں رکھا۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	حضرت موسیٰ علیہ السلام	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے۔
ب	مصر کے بادشاہ کو	بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گئے۔
ج	حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام	ید بیضا تھا۔
د	حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ	عمران تھا۔
ہ	حضرت ہارون علیہ السلام	فرعون کہا جاتا تھا۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت پر ایک تقریر تیار کریں۔

راہنمائی برائے اساتذہ کرام قرآن مجید اور سنّت نبویؐ کی روشنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سیرت کو واضح کریں۔

2 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تدریسی مقاصد

اس سبق کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف بیان کر سکیں۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ جان سکیں۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اسلام کے لیے خدمات کی وضاحت کر سکیں۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سیرت و کردار سے اپنی زندگیوں کو سنوار سکیں۔
- حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت سے اخلاقی سبق حاصل کر سکیں۔

ابتدائی حالات

آپ کا اسم گرامی عمر، والد کا نام خطاب، آپ کی کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سے مل جاتا ہے۔ آپؓ ہجرتِ مدینہ سے تقریباً چالیس سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قد، طاقت ور اور جری و بہادر شخصیت کے حامل تھے۔ آپؓ سخت مزاج مگر بااصول انسان تھے۔ آپؓ کا اپنے قبیلہ میں بہت دبدبہ تھا۔ عرب کے رواج کے مطابق آپؓ نے پہلوانی اور گھڑسواری سیکھی اور خطابت میں نام پیدا کیا۔ آپؓ کا پیشہ تجارت تھا۔

قبولِ اسلام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شروع شروع میں اسلام کی مخالفت کی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جرأت، بہادری اور دوسری صلاحیتوں کی وجہ سے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلمان ہونے کی دُعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلانِ نبوت کے چھٹے سال اسلام لے آئے۔

اس وقت تقریباً چالیس آدمی مسلمان ہو چکے تھے۔

خدمات

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے سے پہلے مسلمان چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ آپؓ مسلمان ہوئے تو آپؓ کے ساتھ دیگر مسلمانوں نے خانہ کعبہ میں علانیہ نماز ادا کی۔ اسی لیے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے آپؓ کو فاروق کا لقب عطا کیا۔ جس کا معنی ہے: حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ جب اکثر مسلمانوں نے کفارِ مکہ کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف چھپ کر ہجرت کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علانیہ ہجرت کی۔ مگر کسی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روکنے کی ہمت نہ ہوئی۔

مدنی زندگی میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کے ساتھ رہے۔ آپؓ نے اسلام کے لیے بہت زیادہ قربانیاں دیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہت اعتماد تھا۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کئی مرتبہ اسلامی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ فتحِ مکّہ کے موقع پر رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ نے مردوں سے خود بیعت لی اور عورتوں سے بیعت لینے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا۔

خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد مسلمانوں نے متفق ہو کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت اسلامی فتوحات کا ایک سنہری دور تھا۔ اسی دور میں مسلمانوں نے ایران اور روم جیسے بڑے بڑے ممالک کو فتح کیا۔ شام اور مصر بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے عہد میں فتح ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قریباً ساڑھے دس سال حکومت کی۔ ان فتوحات کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی ترقی کے لیے بے شمار کارنامے انجام دیے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا نظامِ حکومت قائم کیا جس میں مسلمانوں کی عظمت کا راز چھپا ہوا تھا۔ آپؓ نے مختلف علاقوں کو صوبوں میں تقسیم کر کے وہاں گورنر مقرر کر دیے تاکہ انتظام چلانے میں آسانی رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے دور میں قانون کی حکمرانی تھی۔ کوئی بھی قانون کی گرفت سے باہر نہیں تھا۔ آپؓ نے پولیس کا محکمہ اور ڈاک کا نظام قائم کیا۔ مجرموں کو سزا دینے کے لیے جیل خانے قائم کیے۔ بیت المال بھی آپؓ کے زمانہ میں قائم ہوا اور سنِ ہجری کی ابتدا بھی آپؓ نے ہی کی۔ آپؓ سرکاری عہدے داروں پر کڑی نظر رکھتے تھے تا کہ کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

ذاتی کردار

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ سے آپؓ کو بہت زیادہ محبت تھی۔ آپؓ نے انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ خلیفہ ہونے کے باوجود آپؓ کے کپڑوں پر پیوند لگے ہوتے تھے۔ آپؓ پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کا خوف چھایا رہتا تھا۔ آپؓ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ آپؓ عاجزی اور انکساری سے زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپؓ بیت المال کے اونٹوں پر تیل مل رہے تھے تو ایک شخص نے کہا، اے امیر المؤمنین! یہ کام کسی غلام سے کروا لیتے۔ آپؓ نے فرمایا: مجھ سے بڑھ کر غلام کون ہو سکتا ہے؟ جو شخص مسلمانوں کا والی ہو وہ ان کا غلام بھی ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوالِ زرّیں

- حصولِ علم بھی عبادت ہے۔
- علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔
- جس سے تم نے علم سیکھا ہے، اس کی عزت کرو اور جس نے تم سے علم سیکھا ہے، اس کا بھی احترام کرو۔
- عبادت کرنے والے ایک ہزار افراد کی موت ایک ایسے عالم کی موت سے کم نقصان والی ہے، جو حلال و حرام کا علم رکھتا ہو۔
- جس نے کسی کو دوستی یا رشتہ داری کی بنیاد پر کوئی اعلیٰ عہدہ دیا، اس نے اللہ تعالیٰ، رسول اکرمؐ اور مسلمانوں سے خیانت کی۔
- جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بے شمار مصائب سے بچا لیتا ہے۔
- کسی کا ہنرمند ہونا اس کے محتاج ہونے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔
- انسان کا وہ ہنر جس کے ذریعے سے گزر بسر ہو جائے، مانگنے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

- رزق کی تلاش چھوڑ کر یہ نہ کہو: اے اللہ! مجھے رزق عطا فرما، کیوں کہ آسمان سے کبھی سونے اور چاندی کے سکے نہیں برستے۔
- جس نے اپنا راز دوسروں سے چھپایا، وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا۔

یکم محرم 24 ہجری آپ ؓ کا یوم شہادت ہے۔ آپ ؓ وہ دوسرے خوش نصیب انسان ہیں جن کو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَ سَلَّمَ کے پہلو میں دفن ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مشق

1 مختصر جواب دیں۔

الف) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اسلام قبول کیا؟

ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاروق کا لقب کیوں عطا ہوا؟

ج) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت کی نمایاں بات کیا تھی؟

د) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی سے دو کارنامے لکھیں۔

ہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاجزی کی کوئی مثال دیں۔

2 خالی جگہ پُر کریں۔

الف) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام .... تھا۔

ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانۂ خلافت اسلامی فتوحات کا ایک .... تھا۔

ج) ایران اور روم .... کے دور میں فتح ہوئے۔

د) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجرموں کو سزا دینے کے لیے .... قائم کیے۔

3 کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں۔

	کالم (الف)	کالم (ب)
الف	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت	خطاب تھا۔
ب	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام	حق و باطل میں فرق کرنے والا۔
ج	فاروق کا معنیٰ ہے:	تقریباً چالیس سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔
د	حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت مدینہ سے	حضرت عمر کا یوم شہادت ہے۔
ہ	یکم محرم 24 ہجری	ابو حفص تھی۔

سرگرمی برائے طلبہ طلبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر ایک چارٹ تیار کریں۔

راہ نمائی برائے اساتذہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نظام خلافت کی روشنی میں اسلامی خلافت کے تصور پر روشنی ڈالیں۔

فرہنگ

الفاظ	معانی
باب اول	**القرآن الکریم**
ناظرہ قرآن	قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا
حفظ قرآن	قرآن مجید زبانی یاد کرنا
احد	ایک۔اکیلا
الصمد	بے نیاز
باب دوم	**ایمانیات اور عبادات**
ایمانیات	ایمان سے متعلق
عبادات	عبادت سے متعلق
کائنات	زمین اور آسمان کا نظام
وحدانیت	اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین
آخرت	قیامت
جزاوسزا	نیک کاموں کا نیک بدلہ، برے کاموں کا برا بدلہ
عقائد: تعارف	
شریعت	اسلام کے احکام
صفات	خوبیاں
یکتا	اکیلا
شریک	حصہ دار
عقیدۂ توحید	اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر پختہ یقین
جامع	مکمل

الفاظ	معانی
صحیفہ	آسمانی کتاب
وحی	تیزی سے اشارہ کرنا
یقین کامل	پورا یقین
ارکانِ اسلام زکوٰۃ کا مختصر تعارف	
پسندیدہ	چنا ہوا۔پسند کیا ہوا
توحید	اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا یقین
رسالت	نبوت
صاحب نصاب	جس پر زکوٰۃ لاگو ہو
مستحق	غریب۔حق دار
نادار	غریب
اللہ تعالیٰ کے حقوق	
تقاضا	مطالبہ۔ضروری
استطاعت	طاقت، حیثیت
شفقت	پیار۔نرمی۔محبت
بندوں کے حقوق	
استحکام	مضبوطی
دفاع کرنا	دشمنوں سے ملک کو بچانا
دعائے خیر	نیک دعا

الفاظ	معانی
صلہ رحمی	رشتہ داروں سے اچھا سلوک
باب سوم	**سیرتِ طیبہ**
نزولِ وحی	
طیبہ	پاک
نزولِ وحی	قرآن نازل ہونا
دعوتِ اسلام	
ہجرت	ترکِ وطن
محصور	گھیرے ہوئے
تبلیغ	اسلام کی دعوت
تشفی ہونا	دل کو سکون ملنا
قریش کی مخالفت اور آپ ﷺ کی ثابت قدمی	
صادق	سچا
امین	امانت دار
بھڑک اٹھے	انتہائی غصے میں آ گئے
مسخ کرنا	بگاڑنا۔بدل دینا
غضب ناک	غصے سے بھرا ہوا
آلِ یاسر!	یاسر کا خاندان
پشت	پچھلا حصہ۔کمر

الفاظ	معانی
ہجرتِ حبشہ	
وابستہ	جڑا ہوا۔ متعلق
دین	مذہب
پُراثر	اثر والی
مُردار	مرا ہوا جانور
کرم	رحمت۔ فضل
نسب	خاندان
کلامِ الٰہی	اللہ تعالیٰ کا پیغام
رقت طاری ہونا	دل بھر آنا
سفیر	دوسرے ملک کا نمائندہ
پاک دامن	نیک۔ پرہیزگار
شعبِ ابی طالب میں محصوری/عامُ الحزن	
عہد	پکا وعدہ
مقاطعہ	تعلق ختم کر دینا
محاصرہ	گھیرنا
دلیر	بہادر
سفرِ طائف	
پیغامِ حق	اللہ تعالیٰ کا پیغام

الفاظ	معانی
خوشہ	گچھا
باوقار	عمدہ۔ عزت والا
اظہار	ظاہر کرنا
معراج النبی ﷺ	
سدرۃ المنتہیٰ	آسمانوں پر وہ مقام جہاں سے آگے حضرت جبرئیلؑ بھی نہیں جاسکتے
براق	بجلی سے بھی تیز
ہم کلام ہونا	آپس میں باتیں کرنا
صدیق	تصدیق کرنے والا۔ سچا
ہجرتِ مدینہ	
حوصلہ افزا	حوصلہ بڑھانے والا
اہتمام	بندوبست
انصار	مدد کرنے والے
مہاجرین	اپنا وطن چھوڑنے والے
باب چہارم	**اخلاق و آداب**
ایمان داری	
خصوصیات	خوبیاں۔ اچھائیاں
لقب	کسی خوبی کی وجہ سے ملنے والا نام

الفاظ	معانی
احاطہ کرنا	گھیرنا۔ کسی بات کے تمام پہلوؤں کو پوری طرح بیان کرنا
باعزت	عزت والا
تمیز	فرق۔ پہچان
نمود و نمائش	دکھاوا
طرزِ زندگی	زندگی گزارنے کا طریقہ
تکبر	بڑے ہونے کا اظہار۔ فخر۔ غرور
حامل	مالک
حق تلفی کرنا	نقصان پہنچانا۔ کسی کا حق مارنا
سادگی	
نمونہ	مثال
رہن سہن کا	گھر میں استعمال کا ضروری
سامان	سامان
تکلف	بناوٹ۔ ظاہری داری
مملکت	ملک۔ حکومت
فرماں روا	بادشاہ۔ حکمران
فقر و فاقہ	غربت۔ تنگی
پیوند	جوڑ
عیش و عشرت	پُرلطف زندگی
مستحکم	مضبوط

NOT FOR SALE (PESRP)

الفاظ	معانی
خدمتِ خلق	
چرند پرند	جانور اور پرندے
جبہ	ایک لباس
بدو	عرب کا دیہاتی
دودھ دوہنا	جانور کا دودھ نکالنا
بیت المال	اسلامی حکومت کا سرکاری خزانہ
بئرِ عثمان	حضرت عثمانؓ کے نام سے مشہور کنواں
آدابِ مجلس	
کشادگی	کھلی جگہ
سرگوشی کرنا	کان میں آہستہ سے بات کرنا
اسلامی فکر	اسلام کے بارے میں علم
خیانت	چوری۔ بددیانتی
وقت کی پابندی	
کائنات	زمین اور آسمان کا نظام
وطن اور اہلِ وطن سے محبت	
فطری	قدرتی
شجاعت	بہادری

الفاظ	معانی
بابِ پنجم ہدایت کے سرچشمے / مشاہیرِ اسلام	
حضرت موسیٰ علیہ السلام	
برگزیدہ	چُنا ہوا
جلیل القدر	اعلیٰ شان والا
فرعون	ماضی میں مصر کے بادشاہوں کا نام
معجزہ	انسانی طاقت سے باہر کام
صحابی	حضور اکرمؐ کے ساتھی
عاجز آنا	شکست کھانا۔ بے بس ہو جانا
عصا	ڈنڈا۔ لاٹھی
حق و باطل	اسلام اور کفر۔ سچ اور جھوٹ
بیعت	اطاعت و فرماں برداری کا عہد
وصال	وفات
عظمت	بڑائی
بحرِ احمر	مصر کے ساتھ ایک سمندر کا نام
عفیف	نیک۔ پاک
سبت	ہفتے کا دن
تہمت	جھوٹا الزام
احکامِ عشرہ	دس حکم
تہوار	خوشی کا مذہبی دن

الفاظ	معانی
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	
دبدبہ	رعب
بے پناہ	بہت زیادہ
رزق کی فراخی	بہت زیادہ رزق
ہنر مند	کوئی فن جاننے والا۔ کاریگر
گزر بسر	مناسب گزارہ
التجا کرنا	درخواست کرنا۔ مانگنا